بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ۝ ان الانسان لفی خسر ۝

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور پاکستان

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

جمادی الاولیٰ [illegible]ھ اکتوبر [illegible]

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ ۔ پشاور

الازھار

علیٰ

کتاب الآثار

جلد اول

تالیف

ابوالاسعد مفتی حفیظ الرحمٰن استاذ حدیث دار العلوم

دار التصنیف دار العلوم سعدیہ اوگی ضلع مانسہرہ

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان ماہنامہ

العصر پشاور پاکستان

جمادی الاولی 1416ھ اکتوبر 1995

جلد ۱ شمارہ ۱۰

مجلس ادارت
- سرپرست: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ پی ایچ ڈی مدینہ منورہ
- مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

مفتی فضل خالق

فہرست مضامین

شیطانی ہتھیار کی کھلی نمائش	مدیر مسئول	۲
اسلامی فلسفہ عدل و انصاف	محمد انوار خان	۵
طلاق کے بعد رجوع کی حقیقت اور اسکا دائرہ کار	مفتی غلام الرحمٰن	۸
مہنگائی کے اسباب	مولانا ذاکر حسن نعمانی	۱۶
طالبان کی شکل میں احیاء اسلام کی عظیم کوشش	مفتی غلام الرحمٰن	۲۲
یورپ اسلام کی نئی سرحد بن رہا ہے	علی گیلانی	۳۰
آہ! مولانا محمد اشرف مرحوم	مولانا حسین احمد	۳۵
تعارف و تبصرہ	مولانا حسین احمد	۳۸

بدل اشتراک
۷ روپے
[illegible] ۹۰
[illegible] ۱۰ ڈالر

رابطہ
۰۵۲۱-۲۶۲۵۷
۰۵۲۹-۷۶۱

[illegible]
العصر پوسٹ بکس نمبر ۳۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

[illegible]
العصر اکاؤنٹ نمبر ۶۸۸
[illegible] بنک
[illegible] صدر

[illegible]

Scanned with CamScanner

شیطانیت کی عملی نمائش

چین کے دارالحکومت بیجنگ میں خواتین چوتھی عالمی کانفرنس 4 ستمبر 1995ء سے 15 ستمبر تک جاری رہی اخباری اطلاعات کے مطابق دنیا کے 181 ملکوں کی 4 ہزار سے زائد مندوبین شریک ہوئیں۔ یہ نصف صدی کے معمر بین الاقوامی ادارہ "اقوام متحدہ" کی غیر نصابی سرگرمیوں کا ایک حصہ ہے جس پر نصابی' سرگرمیوں (دنیا میں امن وامان کا قیام اقوام کے باہمی تنازعات کے تصفیہ اور مظلوم کی حمایت) سے زیادہ توجہ دی جارہی ہے 1975ء سے یہ اقدامات زور وشور سے شروع ہیں اس سے قبل خواتین کے حقوق کے حوالے سے کوپن ہیگن ویانا' اور قاہرہ میں ایسی کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں دوسالوں سے بیجنگ کانفرنس کی تیاریاں شروع تھیں اس کانفرنس کے لئے مساوات ترقی اور امن کا بطور موضوع انتخاب ہوا جس کے لئے کانفرنس سے قبل 121 صفحات پر مشتمل ایجنڈا تیار ہوا جس کو بیجنگ ڈاکومنٹس کا نام دیا گیا۔

ڈرافٹ کے حوالے سے اور کانفرنس کی قرارداد کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں تمام تر توجہ دنیا میں ایک ایسے معاشرہ کے قیام پر دی گئی ہے جو مذہب اخلاقیات اور معاشرتی روایات سے بالکل آزاد (فری سیکس) ہو عورت کو معاشرہ میں ایسا حق ملنا ضروری ہے۔ جس کے سہارے سے عورت بغیر کسی نکاح یا باہمی قانونی معاہدہ کے جس سے چاہے تعلقات قائم کر سکے جنسی زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس پر کوئی پابندی نہ ہو حمل اگر اس کی خواہش کی تکمیل میں رکاوٹ ہو تو قانونی طور پر جان چھڑانے کے لئے اس کو اسقاط کا حق ملنا چاہئے اس کے علاوہ معاشی اور معاشرتی میدان میں بھی کچھ مزعومہ ترقی آمیز شقیں اس میں شامل تھیں۔ ایران اور بعض دوسرے ملکوں نے بیجنگ کانفرنس کی قراردادوں کی مذمت کی۔ غیر سرکاری سطح پر متعدد تنظیموں نے بھی کھل کر اس کی مخالفت کی بعض خواتین تنظیموں نے بطور احتجاج اس کانفرنس میں شرکت کرنے سے انکار کیا مسلمانوں کے دینی اور مذہبی زعماء اور نامور

والی کانفرنسوں مبنی سلاشیں قرار دیں حرم مکہ کے خطیب شیخ صالح بن
کانفرنس کے ایجنڈہ سامنے آنے پر اپنا رد عمل ظاہر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس میں
عفت اور پروقار زندگی والی خواتین کے خلاف اعلان جنگ کرنے والی ان انتہا
پسندوں کی آواز سنی جائے گی جو اخلاقی بگاڑ کو ہوا دے رہی ہیں۔ آپ نے کہا کہ
حقوق نسواں کے علمبردار فلسطین کشمیر بوسنیا اور صومالیہ میں ہونے والے عالمی ظلم اور
جارحیت میں گھری ہوئی خواتین کے مسائل پر کیوں توجہ نہیں دیتیں۔ میرے خیال
میں کسی باہوش شخص نے آج تک اس حیوانیت اور درندگی کی حمایت نہیں کی۔
یہ امر اظہر امن الشمس ہے۔ کہ ایسی کانفرنسوں کا مقصد کسی کے حقوق کا احیاء ہے
نہ ہی مظلوم صنف کی خیر خواہی ہے بلکہ ان کا واحد مقصد مغربی معاشرہ کا قیام اور
ہے یورپ یہی چاہتا ہے کہ پوری دنیا پر اس کی ثقافت اور تہذیب غالب ہو۔ بے
حیائی کرب و بگاڑ کے جس دلدل میں یہ پھنسا ہوا ہے پوری دنیا اس چکی میں پستی رہے
چونکہ اب سے یورپ کو نکلنے کی راہ نظر نہیں آتی ایسا ہی پوری دنیا اس سے نکلنے
کی استطاعت نہ رکھے بے دینی کے علمبرداروں کا روز اول سے یہی شیوہ رہا۔ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں۔

ودوالو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء البقرہ (89)

کفار اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب
ایک طرح ہو جاؤ۔

اگر یورپ سے پوچھا جائے۔ کیا تم اس مادر پدر آزاد معاشرہ سے مطمئن ہو؟ جس میں
کسی باپ بیٹے کا تصور نہیں پایا جاتا۔ بوڑھے بے چارے اولڈ ایج ہومز میں ذہنی
اذیتوں اور کرب والم کی حالت میں موت کا انتظار کر رہے ہوں۔ بچے چلڈرن ہومز
میں منتظمین کے ہاتھوں ایام صغری میں انسانیت سوز سلوک جسم فروشی اور جنسی تشدد
کی اذیت پا رہے ہوں اور جوان ضابطہ اخلاق کی پابندی حق تلفی سمجھتے ہوئے کسی
اخلاقی جرم سے منہ نہیں پھیرتے ہوں۔
یقیناً اس کا جواب نفی میں ہو گا کہ اس معاشرہ پر اطمینان تو در کنار بلکہ وبال جان سمجھتے
ہیں آخر کار ایسے معاشرہ میں کس کو سکون واطمینان نصیب ہو گا۔ جس کا ہر تیسرا بچہ

Scanned with CamScanner

حرامی ہو۔ ایک ہزار جوڑوں میں صرف 6.8 فیصد جوڑے شادی کرتے ہوں۔ اور 90 فیصد لڑکیاں شادی سے پہلے حاملہ یا جنسی تعلق سے لطف اندوز ہوتی ہوں۔ شہروں میں صرف 25 فیصد روایتی کنبے رہتے ہوں۔ بقیہ 75 فیصد بغیر شادی کے اکھٹے رہتے ہوں۔ یا پھر تنہا زندگی گزارتے ہوں ایسی حیوانیت اور درندگی سے بھرپور معاشرہ پر صرف وہ انسان خوش ہو سکتا ہے جو خود ثابت النسب نہ ہو۔ افسوس ہے اس قوم پر جو اپنے ہاں اخلاقی بگاڑ اور گھریلو نظام کی تباہی سے تنگ آکر دوبارہ خاندانی زندگی کے لئے سوچ رہی ہو لیکن پر سکون معاشرہ کی بربادی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی ہو بیجنگ کانفرنس کی قراردادوں سے مسلم ممالک کی آنکھیں کھلنی چاہئیں۔ کہ یورپ نیو ورلڈ آرڈر یا احیاء حقوق کے نام پر مختلف حربوں سے اسلامی تہذیب وثقافت کی تباہی پر تلا ہوا ہے۔ یورپ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے اسلام کو سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے ممکن ہے اس سے زیادہ اور خطرناک حربے بھی بروئے کار لائے۔

لیکن موجودہ وقت میں نسوانی تحریک اس کا اہم آلۂ کار ہے کیونکہ نسوانی بے راہ روی پرامن معاشرہ کی تباہی اور اسے ستیاناس کرنے کے لئے شیطان کا اہم ہتھیار ہے بیجنگ کانفرنس میں شیطانی ہتھیار کی کھلی نمائش علماء، فضلاء، مشائخ اور درد دین رکھنے والے غیور اہل فہم ودانش کو ایک نئی فکر اور انقلابی سوچ کی دعوت دیتی ہے خدانخواستہ اگر مسلمان خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو بہت جلد ہی یورپی معاشرہ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیکر مسلمانوں پر سوچ وفکر کی راہیں بند کریگا۔ جیسا کہ معاشی میدان میں ان کا ناطقہ بند کیا ہوا ہے۔ جو بڑے خسارے سے کم نہیں۔

والعصران الانسان لفی خسر

[illegible]

اسلامی فلسفہ

عدل و انصاف

محمد انوار خان لیکچرار
شعبہ اسلامی ثقافت و تقابل ادیان
سندھ یونیورسٹی جامشورو

انصاف کے معنی لغت میں کسی چیز کے دو مساوی حصے کرنے کے آتے ہیں اسی ...ے اسلامی عدل و انصاف کو بعض لوگ اسلامی مساوات یا مساوات محمدیؐ سے بھی ...رتے ہیں۔ اور اسی تعبیر سے ایک مغالطہ کا دروازہ کھلتا ہے جب بعض لوگ مساوات محمدیؐ کی تشریح طبقاتی مساوات سے کرتے ہیں اور یہ تشریح ایک ...لمان کو بتدریج اشتراکیت اور الحاد کی طرف لے جاتی ہے اس لئے ہم اسلامی فلسفہ ...انصاف بیان کرنے سے پہلے طبقاتی مساوات پر مفصل گفتگو کرنا چاہتے ہیں اس ...بعد ہم یہ بیان کریں گے کہ اسلام میں عدل و انصاف کی صحیح تعبیر اور تشریح کیا

طبقاتی مساوات :- اس کائنات کے فطری نظام پر غور کریں آپ کو ہر چیز ایک ...لگ مرتبہ اور حیثیت میں نظر آئے گی جس نظام شمسی میں ہم زندگی گذار رہے ہیں ...س میں سورج سے زیادہ طاقت ور اور کوئی سیارہ نہیں ہے۔ چاند اور زمین اس کے ...بلہ میں کم حیثیت کے حامل ہیں۔ زرعی پیداوار میں پھلوں کی اجناس پر ایک نگاہ ...یں تو آپ دیکھیں گے کہ تمام پھل مساوی درجہ اور قیمت نہیں رکھتے پھلوں کی جنس ...ور کی بات ہے کسی ایک پھل کی نوع مثلاً آم کو دیکھئے کیا اس کی تمام اقسام درجہ ...ور قیمت میں برابر ہیں اسی طرح غلہ کی تمام اجناس بھی قیمت اور درجہ میں مساوی ...حیثیت نہیں رکھتیں جنس تو الگ رہی غلہ کی کسی ایک نوع چاول کو لے لیں کیا اس کی ...تمام اقسام ایک قیمت پر ملتی ہیں یہی حال پھولوں کا ہے۔ ہر ایک پھول ایک الگ ...رنگت علیحدہ خوشبو اور اس کا اپنا ایک منفرد مقام ہوتا ہے۔ خود انسان اپنی جسمانی ...ساخت پر غور کرے کیا اس کے جسم کے تمام اعضاء مساوی حیثیت اور مرتبہ رکھتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ کیا دماغ، دل، ہاتھ اور پیر مساوی مرتبہ کے ہیں اگر انسان کے ہاتھ یا پیر کاٹ دیئے جائیں تو اتنا زیادہ نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس کے دل یا دماغ پر گولی لگے جس سے دل یا دماغ بیکار ہو جائے تو اس کی زندگی ختم ہو جائے گی۔

ایک اور زاویہ نگاہ سے دیکھئے ایک شخص اپنی زندگی کا بیشتر حصہ کھیل کود اور آوارہ گردی میں گذار دیتا ہے۔ اور اپنے روشن مستقبل کے لئے تعلیم و تربیت کا حصول اور محنت اور جدوجہد نہیں کرتا اور بالآخر بڑے ہونے کے بعد کسب معاش کے لئے اینٹیں دھوتا ہے یا اور کوئی محنت مزدوری کا کام کرتا ہے۔ اس کے برخلاف ایک شخص بچپن سے اپنے آپنے کو حصول تعلیم کی کٹھن راہوں میں ڈھال دیتا ہے۔ اور بڑا ہو کر معاشرہ میں ایک ڈاکٹر، انجینئر یا عالم دین کی حیثیت سے ابھرتا ہے کیا عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک غیر تعلیم یافتہ مزدور اور ایک ماہر انجینئر دونوں کی آمدنی اور سماجی مقام کو ایک پیمانہ پر تولا جائے۔ اس لئے اگر ہم ہوش و حواس کو خیرباد نہیں کہہ چکے تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ طبقاتی مساوات ایک غیر فطری اصطلاح ہے اور اس غیر فطری اصطلاح کا اسلام کے ساتھ کوئی پیوند نہیں لگ سکتا۔ کیوں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح اور اشگاف الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔ "ہر شخص کو اس کی محنت کے مطابق ثمر ملتا ہے"۔

اسی طرح مال و دولت اور عزت و حشمت کے اعتبار سے بھی سب انسان مساوی نہیں ہوسکتے۔ ایک شخص کفایت شعاری کر کے پیسے بچاتا ہے اور اس کو تجارت میں لگا کر بڑھا چلا جاتا ہے۔ اور معاشرہ میں ایک امیر کبیر شخص کی حیثیت سے ابھرتا ہے۔ اس کے برخلاف دوسرا شخص اپنی تمام آمدنی کو عیاشی اور رنگ رلیوں میں صرف کر دیتا ہے۔ اور ہمیشہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کا دست نگر رہتا ہے۔ کیا ان دونوں شخصوں کو ایک مساوی طبقہ میں رکھنا ہی مساوات اور عدل و انصاف کا تقاضا ہے اس قسم کا اقدام نہ صرف یہ کہ عدل و انصاف کا خون ہے۔ بلکہ قرآن مجید کے بھی مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو دوسرے بعض لوگوں پر رزق میں فضیلت دی ہے"۔ جس طرح مشین کے تمام پرزے مساوی حیثیت کے نہیں ہوتے کوئی پرزہ

Scanned with CamScanner

ت کی جشت رکھتا ہے۔ کوئی آرمیچر ہے۔ کوئی ریکٹی فائر ہے کوئی موٹر ہے معمولی کاربن ہے لیکن مشین کو کام کرنے کے لئے ان سب پرزوں کی ری ہوتی ہے ان کی قیمت اہمیت اور حیثیت میں فرق ہوگا۔ لیکن مجموعی طور پر ی کارکردگی کے لئے ان سب پرزوں کی اپنے اپنے مقام پر احتیاج ہے اور جب م پرزے اپنے اپنے مقام پر فٹ ہوں گے تبھی مشین چل سکے گی۔ اور اگر ان پرزوں کو اپنی اپنی جگہ سے ہٹا کر سب کو ایک لائن میں لگایا جائے۔ تو مشین کبھی نہیں کر سکتی۔ اسی طرح معاشرہ میں مختلف صلاحیتوں اور متضادات قابلیتوں کے افراد جب اپنے اپنے مقام پر رہ کر کام کریں گے اور ہر شخص کو اس کی قابلیت اور داد کے مطابق حیثیت دی جائے گی تب ہی معاشرے کی گاڑی صحت اور اصلاح ساتھ چل سکے گی۔ ورنہ فساد اور تصادم کی وجہ سے انسان کی تمدنی زندگی مفلوج دل و انصاف کے تقاضے تباہ ہو کر رہ جائیں گے۔ ملک کا امن و سکون غارت ہو گی۔ اسلامی اقدار سے قوم محروم ہو جائے گی۔ اور ایک اسلامی نظریاتی مملکت کی وں میں خاک و خون سے دراڑیں پڑ جائیں گی اور اس ملک کی چھت جھاگ کی بیٹھتی چلی جائے گی۔

حضور اکرم ﷺ نے سخت ہنگامی موقعوں پر بھی کسی شخص سے اس کی املاک کو اس سے چھین کر اپنے مصرف میں نہیں لیا۔ غزوہ تبوک جیسے نازک اور مرحلہ میں بھی حضور اکرم ﷺ نے ارباب ثروت سے امداد و معاونت کی کی اور باوجود سب سے زیادہ اعلیٰ اختیار رکھنے کے کسی شخص سے جبراً" ایک درہم وصول نہیں کیا۔

جس طرح دوسروں کی جائز املاک کو غصب کر لینا ایک ظالمانہ فعل ہے۔ اسی ح دولت کی مساوی تقسیم بھی۔ فطرت اور انصاف دونوں کا منشاء یہی ہے کہ ہر ں کو اس کی سعی اور صلاحیت کے مطابق معاشرہ میں عزت اور مقام اور مال و ت سے حصہ ملنا چاہیے اور اگر سعی اور استعداد کا لحاظ کئے بغیر تمام لوگوں میں ت کی مساوی تقسیم کر دی جائے تو نہ یہ صرف عدل و انصاف اور فطرت کے خلاف بلکہ صریحاً" قرآن مجید کے بھی خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ترجمہ :۔ اگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں پر رزق کی کشادگی کر دے تو معاشرہ میں فساد برپا ہو جائے گا اس لئے رزق کی تقسیم اپنی معیشت اور حکمت سے ایک خاص انداز کے مطابق فرماتا ہے اور بلاشبہ وہ اپنے بندوں کی ضرورتوں سے واقف اور ان کی مصلحتوں کو جاننے والا ہے۔

خوب یاد رکھئے کہ جو نظام فطرت اور منشاء الٰہی کے خلاف ہو گا وہ سوائے فساد کے اور کوئی ثمر نہیں لا سکتا۔ انسان عالم صغیر ہے۔ اور یہ خارجی اور ظاہری کائنات عالم کبیر ہے۔ اسی طرح اس عالم صغیر کی نشوونما ترقی اور بقاء تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق یہ جسم اپنا کام کرتا رہے گا اور اگر اس نظام کے خلاف بدن انسان میں کوئی انقلاب آجائے تو انسان کا مزاج اور اقوام فاسد ہو جائے گا۔ اور چشم زدن میں اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ مثلاً" اللہ تعالیٰ نے بدن انسان کے لئے نظام بنایا ہے کہ خون رگوں میں گردش کرے۔ پیشاب مثانہ میں جمع ہو۔ مغز دماغ میں رہے اور فضلہ بڑی آنت میں جمع ہو۔ فرض کریں کہ خون رگوں کی بجائے مثانہ میں چلا جائے اور پیشاب مثانہ کی جگہ رگوں اور شریانوں میں دوڑنے لگے فضلہ دماغ میں پہنچ جائے اور آنتوں میں چلا جائے تو بتائیے کہ کیا ایسی صورت میں انسانی جسم کا نظام فاسد نہیں ہو گا اور جب انسان کے جسم میں اس قسم کا انقلاب برپا ہو گا تو بتلائیے کہ اس انقلاب کے بعد وہ جسم کتنی دیر تک زندہ رہ سکے گا؟

جس طرح اللہ تعالیٰ نے عالم صغیر یعنی انسانی جسم کے لئے کچھ اصول، قانون اور ضابطے بنائے ہیں اور جب تک انسانی جسم ان اصولوں اور قوانین کے مطابق عمل کرتا رہے گا۔ اور اگر اس میں بالفرض قانون الٰہی کے برخلاف انقلاب آجائے تو وہ جسم فاسد ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان الحکم الا للہ اس ملک میں حاکمیت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کو خطاب کر کے فرمایا۔

انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس

ہم نے آپ کے اوپر (آئین اسلام کی شکل میں) کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس آئین کو نافذ کریں۔ ایک اور جگہ فرمایا۔

ترجمہ :۔ "ہم نے آپ کے اوپر یہ کتاب نازل کی ہے۔ اور اس کی تبیین اور تفصیل

کا کام ہے"۔

۷۔ مساوات:۔ اسلام جس مساوات کو پیش کرتا ہے۔ وہ طبقات کی غیر فطری ی نہیں ہے اس کے برخلاف اسلام نے جس مساوات کو پیش کیا ہے اور اصول ی مساوات کو پیش کیا ہے وہ اصول اور قانون کی مساوات ہے یعنی قانون اور ون کی نظر میں سب مساوی ہیں۔ کسی فرد یا شخص کو خواہ وہ کتنا ہی معزز کیوں نہ ہو اصول اور قانون سے برتر قرار دیا جاسکتا ہے نہ مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔

غزوہ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت اس بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔ قیدیوں کو زر فدیہ لے کر آزاد کیا جارہا تھا۔ فدیہ کی م چار ہزار درہم تھی لیکن امراء سے زیادہ فدیہ لیا جاتا تھا۔ چونکہ حضرت عباس ور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اسی سبب سے بعض نیک دل انصار حضور علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول اللہ! اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے اس) کا زرفدیہ معاف کریں۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں ایک ہم بھی معاف نہ کرو بلکہ حضرت عباس سے ان کی امارت کی وجہ سے حسب قاعدہ ہزار درہم سے زیادہ وصول کیے۔ (بخاری الکتاب المغازی وباب فداء المشرکین) اس ہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے اسوہ حسنہ سے یہ رہنمائی فرمائی ہے۔ کہ قانون کے ذ کی راہ میں کسی قسم کا رشتہ اور ناطہ حائل نہیں ہوسکتا۔

ایک دفعہ خاندان مخزوم کی فاطمہ بنت اسود نامی ایک عورت نے چوری کی۔ یہ ان چونکہ قریش میں عزت اور وجاہت کا حامل تھا۔ اس لئے لوگ چاہتے تھے کہ وہ ت سزا سے بچ جائے اور معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ور علیہ السلام کے خاص منظور نظر تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اس معاملہ حضور علیہ السلام سے سفارش کریں۔ انہوں نے حضور علیہ السلام سے معافی کی است کی آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔ بنی اسرائیل اسی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ کہ وہ ء پر بلا تامل حد جاری کر دیتے تھے۔ اور امراء سے درگذر کرتے تھے (یہ تو فاطمہ ت اسود ہے) قسم ہے رب عظیم کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتا (بخاری شریف

Scanned with CamScanner

جلد ۱، ۲) واقعات میں حضور علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ اسلام کی نظر میں فرزندان توحید مساوی ہیں اور نظام مصطفیٰ ہر شخص کو اس کا حق حاصل کرنے کا فراہم کرتا ہے۔ اور یہ کہ اسلام میں قانون نافذ کرنے کی راہ میں نہ کسی شخص کی وجاہت اور قرابت حائل ہو سکتی ہے۔ اور نہ اس کی دینی خدمات عدل و انصاف راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹ بن سکتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں غسان کا بادشاہ جبلہ بن ع مسلمان ہو کر مکہ میں آیا۔ جس وقت وہ کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا۔ ناگاہ ایک بدو کا پیر اس کا چادر پر پڑ گیا۔ جبلہ کی رگوں میں شاہی خاندان کا خون گردش کر رہا اس بے ادبی کی تاب نہ لاسکا اور اعرابی کے منہ پر زور سے ایک گھونسہ رسید جس کی ضرب سے اس اعرابی کا دانت ٹوٹ گیا۔ اس اعرابی نے حضرت عمر رضی اللہ عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ آپ نے طرفین کے بیانات سنے اور جب ج تسلیم کر لیا کہ اس نے اعرابی کا دانت توڑا ہے تو آپ نے فیصلہ سنا دیا کہ ا اعرابی کو بھی حق دیا جائے گا۔ کہ وہ اپنے دانت کے بدلہ میں تمہارا دانت توڑ د نے کہا کیا ایک اعرابی اور شاہی خاندان کے فرد کے دانت برابر ہو سکتے ہیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ "جان کا بدلہ جان ہے۔ او بدلہ آنکھ ہے ناک کا بدلہ ناک ہے کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور قصاص لیا جائے گا۔ اسلام نے انسانی حقوق کی محافظت کی ہے اور قانون اسلا مسلمانوں پر یکساں اور مساوی حیثیت سے نافذ کیا ہے۔ اسلام کی نظر میں ایک کے دانت کی بھی وہی قدر و قیمت ہے جو ایک بادشاہ کے منہ میں لگے ہوئے ہے۔ اور جب تم اعرابی کا دانت توڑنا تسلیم کر چکے ہو تو قصاص کے لئے تیا جبلہ کہنے لگا۔ مجھے ایک دن کی مہلت دیجئے۔ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر غسان کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں پہنچ کر اسلام چھوڑ کر پھر سے عیسائی ہو جبلہ کے اس عمل نے یہ بہرحال ظاہر کر دیا کہ شاہی غرور اور نسلی امتیاز کو ک مل جائے تو مل جائے۔ اسلام کے دامن میں اس کے لئے کوئی پناہ نہیں کے ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ شاہی خاندان کے افراد اور ارباب اقتدا

جلد 1، 2) واقعات میں حضور علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ اسلام کی نظر میں تمام فرزندان توحید مساوی ہیں اور نظام مصطفیٰ ہر شخص کو اس کا حق حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اور یہ کہ اسلام میں قانون نافذ کرنے کی راہ میں نہ کسی شخص کو ذاتی وجاہت اور قرابت حائل ہو سکتی ہے۔ اور نہ اس کی دینی خدمات عدل و انصاف کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹ بن سکتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں غسان کا بادشاہ جبلہ بن عسفان مسلمان ہو کر مکہ میں آیا۔ جس وقت وہ کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا۔ ناگاہ ایک عرب بدو کا پیر اس کا چادر پر پڑ گیا۔ جبلہ کی رگوں میں شاہی خاندان کا خون گردش کر رہا تھا وہ اس بے ادبی کی حماب نہ لاسکا اور اعرابی کے منہ پر زور سے ایک گھونسہ رسید کیا۔ جس کی ضرب سے اس اعرابی کا دانت ٹوٹ گیا۔ اس اعرابی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ آپ نے طرفین کے بیانات سنے اور جب جبلہ نے تسلیم کر لیا کہ اس نے اعرابی کا دانت توڑا ہے تو آپ نے فیصلہ سنا دیا کہ اب اس اعرابی کو بھی حق دیا جائے گا۔ کہ وہ اپنے دانت کے بدلہ میں تمہارا دانت توڑ دے جبلہ نے کہا کیا ایک اعرابی اور شاہی خاندان کے فرد کے دانت برابر ہوسکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ ''جان کا بدلہ جان ہے۔ اور آنکھ کا بدلہ آنکھ ہے ناک کا بدلہ ناک ہے کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور ہر زخم کا قصاص لیا جائے گا۔ اسلام نے انسانی حقوق کی محافظت کی ہے اور قانون اسلامی کو تمام مسلمانوں پر یکساں اور مساوی حیثیت سے نافذ کیا ہے۔ اسلام کی نظر میں ایک جاہل بدو کے دانت کی بھی وہی قدر و قیمت ہے جو ایک بادشاہ کے منہ میں لگے ہوئے دانت کی ہے۔ اور جب تم اعرابی کا دانت توڑنا تسلیم کر چکے ہو تو قصاص کے لئے تیار ہو جاو۔ جبلہ کہنے لگا۔ مجھے ایک دن کی مہلت دیجئے۔ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر وہ واپس غسان کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں پہنچ کر اسلام چھوڑ کر پھر سے عیسائی ہوگیا۔ لیکن جبلہ کے اس عمل نے یہ بہرحال ظاہر کر دیا کہ شاہی غرور اور نسلی امتیاز کو کلیسا میں پناہ مل جائے تو مل جائے۔ اسلام کے دامن میں اس کے لئے کوئی پناہ نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ شاہی خاندان کے افراد اور ارباب اقتدار کے مقابلہ

غریب کسانوں، محنت کشوں اور دہقانوں کو اگر اپنے حقوق کا تحفظ اور عدل و انصاف
ہے، تو صرف اسلام کی پناہ میں ملتا ہے۔ (حواشی بیضاوی مع توضیح و تفصیل)

ایک دفعہ حسب معمول تمام حاضر تھے ایک شخص اٹھا اور کہا کہ آپ کے عامل
نے بے قصور سو کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستغیث کو حکم دیا کہ
مجمع عام میں اس عامل کو سو کوڑے لگا کر اپنا قصاص لے۔ عمرو بن العاص نے
...ہو کر کہا یہ فیصلہ عمال پر بہت گراں گذرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
...ے سو بار مجروح ہو لیکن عمر سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مجرموں کو سزا نہ دے اور
...عزت کے جائز حق سے محروم کردے۔ (طبری مع توضیح و تفصیل)

...رار کو اس ٹھیک ہے کہ اگر عمال اور گورنروں کو کھلے مجمع میں سزا دی جائے یا ان سے
یہ ...لیا جائے اس سے ان کے وقار میں کمی آجائے گی۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ظاہر کیا کہ میں کیا ہوں اور تم کیا ہو۔ اور تمہاری عزت و وقار کیا ہے۔ وہ عالم کے
...دار اور اللہ کے محبوب حضور علیہ السلام نے ایک بار مجمع عام میں خود کو قصاص کے
...ے پیش کر دیا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ غزوہ بدر میں جب حضور صحابہؓ کی صفیں
...ست فرما رہے تھے۔ سواد بن عذیہ ایک خوش طبع اور خوش فہم صحابی تھے۔ وہ اچانک
...ف سے آگے نکل کر کھڑے ہو گئے حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس میں ایک
...چھڑی تھی آپ علیہ السلام نے وہ چھڑی ان کے سینہ پر مار کر فرمایا۔

"استویا سواد" اے سواد صف کے برابر کھڑے ہو۔ سواد نے عرض کیا حضور علیہ
السلام آپ نے چھڑی کے ساتھ مارا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وصف عدل و
انصاف کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اب آپ مجھے قصاص دیجئے۔ حضور علیہ السلام نے
اپنے لباس مبارک کو اپنے سینہ اقدس سے علیحدہ کر کے فرمایا اے سواد اسی وقت اپنا
قصاص لے لو سواد نے فی الفور اپنا چہرہ حضور علیہ السلام کے سینہ پر رکھ کر اس کا بوسہ
لے لیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیہ
السلام ممکن ہے جنگ میں شہید ہو جاؤں میں نے چاہا کہ آخری وقت میں میرا جسم
آپ ﷺ کے جسم سے مس ہو جائے (مدارج النبوت جلد 2)

نظام مصطفیٰ ﷺ میں عدل و انصاف کا جو معیار پیش کیا گیا ہے اس میں

بقیہ صفحہ ۱۵

Scanned with CamScanner

طلاق کے بعد رجوع کی حقیقت اور اس کا دائرہ کار

دارالافتاء
مفتی غلام الرحمن

سوال :۔ طلاق رجعی کی حقیقت کیا ہے ؟ اور خاوند کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد کن حالتوں میں رجوع صحیح ہے رجوع کی صحت کے لئے جن شرائط کی رعایت ضروری ہے وہ کیا ہیں۔

بینوا توجروا

مفتی حبیب حضرت افغانی
شریک درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب وباللہ التوفیق

طلاق رجعی اسلام کے عائلی قوانین کا وہ دفعہ ہے جسے خاوند رشتہ ازدواج سے خلاصی کے لئے ایک مہذب طریقہ کے طور پر بروئے کار لا سکتا ہے یہ میاں وبیوی کے درمیان کسی ضرورت یا مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے بغیر کسی جذبات اور اشتعال کے سنجیدگی متانت اور رواداری سے ایک دوسرے کو خیرباد کہہ کر اپنی اپنی راہ لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے جس میں خاوند کو اپنے فیصلہ پر نظرثانی کا موقعہ بھی میسر ہوتا ہے شاید خاوند اپنے کئے ہوئے اقدام پر نادم ہو کر فیصلہ تبدیل کرنا چاہے تو اس طریقہ جدائی میں اس کی گنجائش پائی جاتی ہے قرآن مجید میں اس کی نشاندہی یوں کی گئی ہے

الطلاق مرتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان

البقرہ229

طلاق رجعی کی حقیقت اس حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہے کہ طلاق رجعی میں تعلقات کی بحالی کے لئے تجدید نکاح یا حلالہ کی جگہ محض اپنے فیصلہ پر ندامت کا اظہار کافی ہے اس کی صورت یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق

Scanned with CamScanner

یا مختلف اوقات میں دے دے۔ ایسی حالت میں خاوند اپنے فیصلے سے رجوع
عملاً" کر سکتا ہے تاہم خاوند کے پاس اپنی منکوحہ کے بارے میں عمر بھر کے لئے
طلاقوں کا حق موجود ہے۔ جو کسی وقت استعمال کرنے سے باقی نہیں رہتا اس لئے
نے اگر ایک دفعہ طلاق دی اور پھر رجوع کیا۔ تو اس کے پاس دو طلاق کا حق باقی
اور اگر دو طلاق کا حق باقی رہے گا۔

کرام کی نظر میں طلاق رجعی کا حکم

حضرت امام شافعی کے نزدیک طلاق
سے خاوند کا وہ حق زائل ہو جاتا ہے جس کی بدولت وہ منکوحہ سے حقوق زوجیت
مطالبہ کر سکتا ہے۔ آپ کے نزدیک طلاق رجعی کے بعد خاوند کا رشتہ ازدواج منقطع
جاتا ہے اس لئے خاوند کے لئے بغیر باقاعدہ رجوع کرنے کے بیوی کے قریب جانا
نہیں اور خاوند جب رجوع کرتا ہے تو اس سے خاوند کو دوبارہ ایک نیا حق مل جاتا
اس لئے شوافع کے نزدیک رجوع بالفعل سے یہ حق بحال نہیں ہوتا جب تک خاوند
عدہ گواہان کے سامنے رجوع کا اعلان نہ کرے گویا آپ کے نزدیک رجوع کے لئے
واہان شرط ہیں۔

ہمارے فقہ حنفی کی رو سے طلاق رجعی سے خاوند کا رشتہ ازدواج زائل نہیں ہوتا
نہ اس استحقاق سے محروم ہوتا ہے جس کی رو سے خاوند اپنی منکوحہ سے فائدہ لینے
ق رکھتا ہے فوری طور پر طلاق رجعی کا اثر یہ ہے کہ خاوند کو تین طلاق کے استعمال
جو حق حاصل تھا اس میں نقصان آگیا۔ جتنی دفعہ اس نے طلاق کا لفظ استعمال کیا وہ
زائل ہوا اور تین میں جو باقی رہا وہ حق آئندہ کے لئے محفوظ رکھتا ہے تاہم اگر
کے اندر رجوع نہ ہو تو عدت گزرنے سے میاں وبیوی کے دومیان خود بخود جدائی
تی ہے اس لئے عدت گزرنے کے بعد تعلقات بحال کرنے کے لئے رجوع کافی
بلکہ تجدید نکاح ضروری ہے جو بیوی کی رضامندی پر موقوف ہے ہمارے نزدیک
رجعی سے چونکہ رشتہ ازدواج منقطع نہیں ہوتا اس لئے تعلقات کی بحالی کے لئے
یا عملاً رجوع کافی ہے دریں حالت رجوع کسی شہادت پر موقوف نہیں بلکہ میاں
خفیہ طور پر بھی بغیر کسی ثالث کو درمیان میں لانے کے تعلقات بحال کرسکتے ہیں

Scanned with CamScanner

تاہم علامہ المرغینانی فرماتے ہیں

وستحب ان یشھد علی الرجعۃ شاہدین فان لم یشھد صحت الرجعۃ ...... الاانھا ستحب لزیادۃ الاحتیاط کی لایجری التناکر بیمھا (ھدائیہ ج374)

یعنی رجوع کے لئے اگرچہ شہادت ضروری نہیں لیکن بہتر ہے کہ خاوند جب رجوع کرے تو باقاعدہ گواہان کے سامنے رجوع کرے تاکہ کل اگر بیوی رجوع سے انکار کرے تو خاوند کے لئے اپنے فیصلہ کی تبدیلی ثابت کرانا ممکن ہو۔

رجوع کی صحت کی شرطیں

اپنے فیصلہ کی تبدیلی کا حق اگر خاوند کو مطلق دیا جائے ممکن ہے اس کو طلاق کے بعد مذاق بنا کر ایسا اقدام کئی بے اعتدالیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ جس سے عائلی زندگی پر برے سے برے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اس لئے خاوند کے لئے اپنے فیصلہ کی تبدیلی کے لئے رجوع کا حق استعمال کرنے میں چند امور کی رعایت ضروری ہے۔

(1) پہلی شرط یہ ہے کہ رجوع کے کار آمد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خاوند نے بیوی کو ایک یا دو طلاق دی ہوں۔ اگر کہیں خاوند تین طلاق دی ہوں۔ یا ایک طلاق بائن استعمال کی ہو۔ تو پھر اس وقت تعلقات کی بحالی کے لئے رجوع کا سہارا لینا بے سود ہے۔

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ رجوع عدت کے اندر ہو۔ ورنہ عدت گزرنے سے بیوی جدا ہو جاتی ہے پھر اس میں رجوع کا دائرہ کار ختم ہو کر تجدید نکاح ضروری ہوگی۔

(3) تیسری شرط یہ ہے کہ رجوع کا فیصلہ دو ٹوک ہو اگر اس کی اضافت وقت کی طرف ہو یعنی خاوند نے اگر یوں کہا۔ آئندہ ماہ میں رجوع کرونگا۔ اور یا کسی شرط کے ساتھ رجوع متعلق ہو۔ مثلاً" بیوی نے فلاں کام کیا تو میں رجوع کرونگا تو ایسا رجوع قابل عمل نہیں کیونکہ رجوع درحقیقت طلاق کے اثر کو ختم کرتا ہے اس کی جب کسی شرط سے تعلیق ہو یا وقت کے ساتھ مقید ہو۔ تو طلاق اپنا اثر کر کے دکھاتی ہے کوئی شرط یا وقت طلاق کے جاری اثر کے لئے مانع اور رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

(4) امام شافعی کے نزدیک رجوع چونکہ تعلقات کی از سر نو بحالی کا دوسرا نام ہے اس

Scanned with CamScanner

کے نزدیک خاوند کی اہلیت بھی ضروری ہے خاوند اگر مجنون ہو یا اس پہ کسی
ہو تو آپ کے نزدیک یہ رجوع کارآمد نہیں جبکہ احناف کے نزدیک مجنون اور
رجوع بھی قابل عمل اور صحیح ہے۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج 7/ 468)

کلام یہ رہا کہ طلاق رجعی کے بعد اگر خاوند عدت کے دوران قولاً یا عملاً رجوع
رشتہ ازدواج انقطاع سے محفوظ ہو جاتا ہے علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں کہ
رکن قول یا فعل ہے پھر قولی رجوع میں عموم ہے خواہ صریح الفاظ سے ہو یا
کنایہ استعمال کرے۔ تاہم عملاً رجوع کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہ ایسا اقدام ہو
حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہو (مثلاً" بیوی کا بوسہ لینا)

(بحرالرائق ج 4/ 50)

ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

غلام الرحمان، عفی عنہ

1416/4/25

11

اقرباء، بندہ و آقا اور شاہ و گدا سب ایک صف میں کھڑے نظر آتے ہیں یہ وہ
ہے جس میں گورنر ہو یا اعلیٰ افسر، قانون کی زد سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا۔ اور
ہے جو شخص بھی عوام کے کسی فرد کے ساتھ زیادتی کرے تو اس کو برسرعام
جائے۔

مہنگائی کے اسباب

آج کل کی روز افزوں کمر توڑ مہنگائی کی وجہ سے لوگوں کی قوت خرید بہت کمزور ہو گئی ہے۔ بازار میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ مصنوعات، ماکولات، ملبوسات، مشروبات کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ لیکن ضرورت مند گاہک بے چارہ افسوس اور حسرت کی نگاہوں سے ان اشیاء کا دیدار کر کے بے نیل و مرام واپس گھر لوٹتا ہے۔ ان اشیاء کے مقابلہ میں گاہک کی جیب میں رقم نہیں۔ اس کے جو برے نتائج دیکھنے میں آ رہے ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ اس عذاب مہنگائی کے چند اختیاری اسباب ذکر کیے جاتے ہیں۔

ٹیکس TAX: ٹیکس کے جواز و عدم جواز سے قطع نظر جب ٹیکسوں کے اس وسیع نظام پر غور کیا جائے تو مہنگائی کا ایک بڑا سبب ہے۔ کسی فیکٹری میں بننے والے مال کی تیاری تک جتنے مراحل ہیں مثلاً" مزدور، بجلی، گیس، اپنی ایک قیمت ہوتی ہے۔ مال کی تیاری تک جتنے مراحل ہیں مثلاً" مزدور، بجلی، گیس، کرایہ وغیرہ تمام اخراجات جمع کر کے مال کی ایک خاص قیمت متعین کی جاتی ہے۔ اس کو ایکس فیکٹری ریٹ کہتے ہیں۔

وفاقی گورنمنٹ کی طرف سے فیکٹری کے تیار شدہ مال پر سنٹرل ایکسائز ڈیوٹی لگتی ہے۔ پھر سیلز ٹیکس لگتا ہے۔ دونوں قسم کے ٹیکس فیکٹری کے مال کی اصل قیمت کے ساتھ جمع کئے جاتے ہیں۔ کچھ ٹیکس صوبائی گورنمنٹ بھی وصول کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے کی قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔ یہ تو بلاواسطہ ٹیکس ہیں۔ کچھ ٹیکس بالواسطہ ہیں۔ جتنے کمرشل (تجارتی) ادارے ہیں۔ ان کو بجلی، ٹیلی فون، گیس جو مہیا کی جاتی ہے۔ اس کی قیمت ڈومیسٹک (گھریلو) بلوں سے زیادہ ہے۔ اگر فیکٹری بجلی خرچ نہ بھی کرے تو ایک خاص مقدار میں بجلی کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ فیکٹری کا مالک یہ زیادہ ادا شدہ رقم بھی فیکٹری کے مال کی اصل قیمت کے ساتھ ضم کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے مال مہنگا ہو جاتا ہے

مقامی ٹیکس LOCAL TAX: ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں لے جاتے وقت یہ ٹیکس ادا کیا جاتا ہے اس کے لئے جابجا چونگیاں بنی ہوئی ہیں۔ یہ ٹیکس بھی مال کی قیمت کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

درمیانی واسطے :۔ مال بیچنے والے اور ضرورت مند گاہک کے مابین کچھ ایسے واسطے ہیں کہ مال جب گاہک خریدتا ہے تو درمیانی واسطوں کی وجہ سے اس کی قیمت میں کافی اضافہ ہو چکا ہوتا ہے۔ مثلاً فیکٹری مال بڑی ایجنسیوں کو فراہم کرتی ہے۔ ان ڈسٹری بیوٹرز (تقسیم کنندوں) کے نفع کا ایک خاص حصہ متعین ہوتا ہے یہ بڑی ایجنسیاں دوسرے شہروں میں دیگر چھوٹی چھوٹی ایجنسیوں کو خاص نفع پر مال فراہم کرتی ہیں۔ یہ ایجنسیاں مال آگے (تھوک فروش) WHOLE SALER کو خاص (MARGIN) نفع پر سپلائی کرتی ہیں۔ تھوک فروش چھوٹے دکانداروں کے ہاتھ یہ مال متعین نفع پر بیچتے ہیں۔ یہ دکاندار پھر ضرورت مند گاہک کے ہاتھ جس قیمت پر مال بیچتے ہیں اس کو Retail Price کہتے ہیں۔ اسکے بعد مال کو مصرف میں صرف کیا جاتا ہے۔ گاہک تک مال پہنچنے کے تمام مراحل کے مختلف (Margins) (نفع) اشیا کی قیمت میں جمع ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھار کمپنی کے مالک ان تمام ایجنسی مالکان کو ملک کے کسی بڑے ہوٹل میں مدعو کر کے اپنی کمپنی کی مزید تشہیر کے لئے ان کی خوب آؤ بھگت کرتے ہیں۔ اس فنکشن پر خرچ کی گئی رقم کمپنی کے مال کی قیمت کے ساتھ جمع کرتے ہیں۔ فیکٹریوں کے مالکان کو نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ پیداواری مال کے ساتھ یہ تمام اخراجات جمع کرتے رہتے ہیں۔ لیکن زمین کی پیداوار جب ضرورت مند گاہک تک پہنچتی ہے تو زمیندار بے چارے کو بہ مشکل نفع ملتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا کہ زمیندار زمین کی پیدلور تک مالی و جسمانی تکلیف برداشت کرتا رہتا ہے۔ لیکن اس کے مال کی قیمت اور لوگ لگاتے ہیں۔ زمیندار کے تمام اخراجات سب لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوتے ہیں۔ زمین دار اور گاہک کے مابین بھی واسطے ہیں۔ زمین دار زمین کی پیداور شہر کی منڈی کی طرف لاتا ہے راستے میں مختلف چونگیاں ادا کرتا ہے۔ منڈیوں میں چند (Broker) دلال ہوتے ہیں۔ اول تو اس کے مال سے وہ جھولی کے نام سے اچھا اور بڑھیا مال (سبزیاں وغیرہ) نکال لیتا ہے۔ پھر وہاں بولی لگتی ہے۔ زمین دار بے چارہ مجبور ہوتا ہے۔ وہاں سے دکاندا مال لیکر گاہک کے ہاتھ بیچتا ہے۔ گاہک کو مال مہنگا ملتا ہے۔ زمیندار چاہے نقصان کرے یا فائدہ حاصل کرے۔ شریعت میں اگرچہ دلال کی اجازت ہے۔ بولی (بیع من یزید) جائز ہے۔ لیکن آج کل کی منڈیاں اور دلال ویسے ہی قیمت بڑھاتے ہیں۔ بولی میں کچھ خریدتے ہیں

Scanned with CamScanner

لیکن چیز مہنگی کر دیتے ہیں یا دیگر خریداروں سے کچھ وصول کر کے بولی سے خود نکل جاتے ہیں۔

امام المرغینانی فرماتے ہیں۔ نہی رسول اللہ عن النجش وہو ان یزید فی الثمن ولا یرید الشراء لیرغب غیرہ قال علیہ السلام لا تناجشوا۔ ھدایہ ج 3 ص 66 حضورؐ نے نجش سے منع فرمایا۔ نجش کا معنی یہ ہے کہ خود نہ خریدے لیکن دام بڑھاوے۔ تاکہ لوگوں کو دھوکہ کی طرف ترغیب دے۔ حالانکہ حضورؐ نے فرمایا تم آپس میں اس طریقہ سے دام نہ بڑھاؤ۔

تیسرا سبب سود ہے۔

اکثر فیکٹریوں والے بنکوں سے سودی قرضے حاصل کر کے فیکٹری چلاتے ہیں۔ قرضہ کے ساتھ سود کی رقم ہر حالت میں بنک کو واپس کرنی پڑتی ہے۔ بنک یہ نہیں دیکھتا کہ قرضدار نے نفع کمایا یا نقصان کیا۔ اپنا سود ضرور وصول کرے گا۔ فیکٹری کے مالک کو بھی اس بات کا غم ہوتا ہے لہذا فیکٹری میں تیار ہونے والے مال کی قیمت میں قرضہ پر مقررہ سود کو سب سے پہلے مال کی قیمت کے ساتھ جمع کرے گا۔ خواہ اس کا مال بکے یا نہ بکے اگر یہ رقم مالک فیکٹری کو دیکر اس کے ساتھ مضاربت یا مشارکت کا معاملہ کیا جاتا تو یہ سودی رقم فیکٹری میں پیدا شدہ مال کی قیمت کے ساتھ ہرگز جمع نہ کی جاتی۔ جن لوگوں کی رقم بنک میں جمع تھی ان کو بنک نے سودی نفع تو دے دیا لیکن جب فیکٹری کا مال یہ لوگ خریدتے ہیں۔ تو بنک کے اس سودی نفع سے زیادہ فیکٹری کا مالک ان سے لے لیتا ہے لیکن ان لوگوں کو اس کا مطلق علم نہیں ہوتا۔

چوتھا سبب اسراف ہے۔

علامہ جرجانی نے اسراف کی تعریف کی ہے۔ صرف الشئی فیما ینبغی زائدا علی ماینبغی۔ کتاب التعریفات ص 10 مناسب اور جائز جگہ نامناسب اور زائد خرچ کرنا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ بلا ضرورت رقم خرچ کرنا اسراف ہے۔

اسراف اور کثرت مباحات کی بیماری بڑی عام ہے۔ آج کل کے دور میں اسراف کی اصل وجہ کثرت مباحات اور (Matching) ہم رنگی ہے۔ اکثر چیزوں کو مباح سمجھ کر بار بار خریدتے ہیں۔ کمرہ اندر سے اگر سفید رنگ کا ہے۔ تو قالین، کرسی صوفہ پردے

سب اسی رنگ میں ہوں گے۔ مجھے مفتی ولی حسن مرحوم مغفور کا جملہ یاد آ گیا فرمایا کہ جیسے کار کا رنگ ویسے بیوی کے جوڑے کا رنگ ہوتا ہے۔ یہ میچنگ اکثر گھروں میں گھریلو اشیاء اور روزمرہ استعمال کی چیزوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ کپڑا، جوتا، کرسیاں، صوفہ سیٹ، ڈنر سیٹ، واٹر سیٹ، ٹی سیٹ وغیرہ کی کثرت ہوتی ہے۔ یہ سیٹ گھروں کی شیشوں والی الماری میں سجائے رکھے ہوتے ہیں۔ بہ مشکل ان کے استعمال کی نوبت آتی ہے۔ ایک ایک عورت کے پچاس پچاس جوڑے کپڑوں کے ہوتے ہیں۔ لیکن جونہی بازار میں نیا کپڑا آیا فوراً" خریدیں گے۔ حالانکہ ہر مرد اور عورت کا تین چار جوڑوں سے گزارہ ہو سکتا ہے۔ بازار میں تمام مصنوعات کے تقریباً" پچانوے فیصدر گاہک اسراف کا سودا خریدتے ہیں۔ دکاندار جو دام بتائے وہ ادا کر دیتے ہیں۔ جب ضرورت مند بازار سے یہ اشیاء خریدنے جائے تو اس کو لازماً" وہی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ اس بے چارے کے پاس اتنی رقم نہیں ہوتی۔ اگر یہ مسرفین (اسراف کرنے والے) قانعین (قناعت کرنے والے) بن جائیں تو بازار میں ان اشیاء کی قیمتیں فوراً" گر جائیں گی۔ پچاس جوڑے کپڑے رکھنے والی عورت ان جوڑوں کو پندرہ عورتوں پر تقسیم کر دے تو چار پانچ سال ان سب عورتوں کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ اگر اس طرح تمام اشیاء کے ساتھ معاملہ شروع کر دیں تو معاشی حالت بھی سب کی سدھر جائے گی اور آخرت کی کمائی بھی ہوگی۔

پانچواں سبب پگڑی کی رسم ہے

قطع نظر اس کے جواز و عدم جواز سے اسی دور میں اس کا بڑا رواج ہے۔ بازاروں پر چند افراد (تجار) کی اجارہ داری قائم ہے۔ لاکھوں روپے تک پگڑی پہنچ گئی۔ مثلاً" ایک کپڑے کی مارکیٹ میں دکاندار ہیں۔ جب ایک اور نئی مارکیٹ بن گئی تو وہی دکاندار اس نئی مارکیٹ میں بولی کے ذریعے زیادہ رقم پگڑی میں دے کر نئی دکان پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ نیا آدمی دکان نہیں کھول سکتا۔ پگڑی کی وجہ سے زمین کی قیمت انتہائی بڑھ گئی۔ لاکھوں کی زمین ایک کروڑ سے زیادہ میں بکی ہے۔ ابھی دکانیں اور عمارت نہیں بنی لوگوں نے مالک کو پگڑی کی رقم ادا کر دی۔ اتنی رقم جمع ہو جاتی ہے کہ مکمل عمارت اس سے بن جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ قرب و جوار کی زمین و مکانات اور دکانوں کی قیمتیں

آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں۔

اجارہ داری

چھٹا سبب چند تجار کی بازار میں اجارہ داری ہے۔ اگر کوئی نیا تاجر بازار میں کاروبار شروع کرنا چاہے تو یہ پرانے تاجر آپس کے صلاح مشورہ سے یکدم اپنے مال کا ریٹ گرا دیتے ہیں۔ نیا تاجر اگر اس ریٹ میں مال بیچنا چاہے تو خسارہ ہوتا ہے۔ یا پھر مارکیٹ سے بھاگ جاتا ہے۔ یہ پرانے اجارہ دار آزاد مسابقت کے لئے بازار میں کسی کو نہیں چھوڑتے۔ جب نیا تاجر کاروبار ٹھپ کرکے چلا جاتا ہے تو یہ لوگ پھر اپنی خواہش کے مطابق قیمت لگا دیتے ہیں اور لوگ مجبوراً" انہی سے وہ اشیاء خریدتے ہیں یہ پرانے اجارہ دار تاجر بازار میں بازاری قوتوں کے توازن کو بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ اگر بازار میں بازاری قوتوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے اور آزاد مسابقت قائم کر دی جائے تو گاہک پورے بازار میں گھوم کر سستا سودا خریدے گا۔ ہر آدمی کے سامنے مثالیں موجود ہیں کہ بازار سے پرانے تاجروں نے کتنے نئے تاجروں کو مختلف حربوں سے بھگایا ہے۔ اور اس کو اپنا کمال اور ہنر سمجھتے ہیں۔

ناجائز اشتہار بازی

ساتواں سبب ناجائز اشتہاری بازی ہے۔ کسی کمپنی اور اس کے مال کی تشہیر کے لئے جائز راستے بہت ہیں۔ اخبار' رسالہ' ریڈیو' ٹی وی وغیرہ سے تشہیر بہت آسان ہے۔ کسی اخبار یا رسالہ میں کمپنی کا اشتہار دے دیا جائے۔ اس ناجائز اشتہار بازی میں ایک گھناونا اور بے حیا کاروبار ماڈلنگ کا پیشہ ہے۔

دنیا میں اس وقت اس کاروبار کا بڑا چرچا ہے ایک چمکتا ہوا پیشہ ہے۔ سب سے زیادہ کمائی اسی پیشہ مین ہے اسکے لئے مشہور و معروف مسلم اور غیر مسلم ماڈل گرلز ہیں۔ اخبار جہاں میں ایک مرتبہ ان ماڈل گرلز کی عمریں اور معاوضہ کی تفصیل دی تھی۔ ان کا معاوضہ بعض اوقات کروڑوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ہر کمپنی کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی معروف ماڈل گرل کو کمپنی اور اس کی پروڈکشن کی تشہیر کے لئے پیش کرے۔

اس گرل (لڑکی) کی حیا سوز تصویر حیا باختہ انداز میں ٹی وی پر یا پوسٹروں میں دی جاتی ہے۔ شہروں کی تقریباً" ہر دیوار پر یہ پوسٹر چسپاں ہوتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہر مسلمان

Scanned with CamScanner

ں حیا کی وجہ سے فوراً" جھک جاتی ہیں۔ سرمہ کی شیشی جس ڈبے میں بند ہوتی

اس پر عورت کی آنکھ کی تصویر ہوتی ہے اس کے لئے ہزاروں لڑکیاں خود کو پیش

ہیں۔ خوب صورت آنکھوں والی عورت کی آنکھ کی تصویر اس ڈبے پر آجاتی

خریدار کو یہ باور کرانے کے لئے کہ اس سرمہ کے استعمال سے آپ کی آنکھ اسی

خوب صورت لگے گی۔ حالانکہ اس آنکھ کی خوبصورتی قدرتی تھی سرمہ کی وجہ

نہیں۔ اسی طرح تمام مصنوعات میں عورتوں کی تصاویر نظر آئیں گی۔ یہ ماڈل گرل

اپنا بھاری معاوضہ وصول کر لیتی ہیں تو کمپنی اپنی پروڈکشن (پیداوار) میں یہ معاوضہ

کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے کمپنی کا مال انتہائی مہنگا ہو جاتا ہے۔ دو روپے کی شیشی

روپے میں ملتی ہے۔ پانچ روپے کی کریم کی بوتل تیس روپے میں ملتی ہے۔ لوگ

تصاویر کی وجہ دھڑا دھڑ کمپنی کا مال خریدتے ہیں۔

اشتہار بازی میں ایک ظلم و زیادتی کی اشتہار بازی بھی ہے۔ وہ یہ کہ ملک کے

روف کھلاڑیوں کے آٹوگراف سپورٹ شوز پر دیتے ہیں۔ ریٹ، شرٹ ٹراوزر وغیرہ پر

کے دستخط ہوتے ہیں۔ ان کھلاڑیوں کو یک مشت یا سالانہ معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔

سو روپے کے بوٹ چھ سو میں بکتے ہیں۔ اسلئے کہ ایک کھلاڑی کے آٹوگراف کے

تھ شاید یہ بوٹ مضبوط ہوگئے۔ شائقین کھیل ان بوٹوں کو بڑے شوق سے خریدتے

ں۔ بعض نوجوان وہ بوٹ اس لئے خریدتے ہیں کہ آٹوگراف والا کھلاڑی اس کا

ندیدہ کھلاڑی ہے۔ اس اشتہار بازی میں سگریٹ کی کمپنیاں سب سے آگے ہیں۔

ض کمپنیاں اولمپک کھیلوں کو اپنی تشہیر کے لئے (Sponsor) پیش کرتی ہیں۔ خرچہ یہ

پنی برداشت کرتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گورنمنٹ زبردستی کسی کمپنی کے

ریعے ان اولمپک کھیلوں کو سپانسر کرتی ہے۔ یہ تمام خرچ کمپنی اپنی پروڈکشن میں ضم

رتی ہے۔ جس کی وجہ سے مصنوعات اور اشیاء صارفین بڑے مہنگے داموں خریدتے

ں۔ گورنمنٹ کو اور ہم سب کو ان اسباب پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ خاص

ر ان لوگوں کو ضرور اس کے خلاف صحیح قدم اٹھانا چاہئے۔ جو اس میں براہ راست

وث ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالی کی عیال (مخلوق) کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔ غریب

ہنگائی کی چکی میں پس رہا ہے اور سرمایہ دار مزید تجوریاں ناجائز ذرائع سے بھر رہے

بقیہ صفحہ ۳۴

طالبان کی شکل میں احیائے اسلام کی عظیم کوشش

انقلاب کے بعد افغانستان میں آئے دن خون ریزی اور باہمی جنگ وجدال کے نتیجہ میں کسی ایسی تحریک کا اٹھنا ضروری تھا۔ جس کو عوامی حمایت حاصل ہو یہ ایسا نازک موقعہ تھا کہ کمیونسٹوں کو دوبارہ منظم ہو کر نکلنے کا خطرہ قدم بقدم محسوس ہو رہا تھا۔ کیونکہ عوام ابھی دین ومذہب کی ترویج کی جگہ محض اپنی جان کے تحفظ کے لئے ترس رہے تھے اگر کمیونسٹ بھی افغانی عوام کو جان ومال کی حفاظت کی ضمانت دیتے۔ تو کوئی وجہ نہ تھی کہ افغانی عوام اسلام پسندوں کی جماعتوں کو خیرباد کہہ کر چودہ سالہ محنت پر نادم ہو کر کمیونزم کے دوبارہ احیاء کا ذریعہ نہ بنتے۔ خدانخواستہ اگر یہ حربہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا تو اس کے اثرات صرف افغانستان تک محدود نہ رہتے بلکہ دنیا کے کونے کونے میں احیاء اسلام کی تحریکیں اس کی زد میں آئیں۔ دشمن کو اس پروپیگنڈہ کا خوب موقعہ ملتا کہ علماء کے پاس عصری مسائل کا حل موجود ہونا درکنار یہ لوگ حکومت چلانے کی اہلیت نہیں رکھتے ہیں۔

طالبان کی تحریک اس نازک دور کی پیداوار ہے پھر یہ تحریک کسی دوسرے نام سے موسوم ہو سکتی تھی ممکن ہے یہ تحریک مشائخ کے نام سے منظم ہوتی خانقاہوں اور علم ومعرفت کے پاسبان مشائخ عظام اور پیران کرام اس کی قیادت سنبھال لیتے جہاد افغانستان کے لئے جان کی بازی لگانے والے صلحا کے نام سے بھی اس تحریک کا اٹھنا ممکن تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے احیاء اسلام کی اس عظیم تحریک کے لئے اصحاب صفہ کے جانشین طالبان کا انتخاب کیا میں نے اس نام پر بار بار غور کیا کہ اس تحریک کے لئے اس نام کے انتخاب کا پس منظر کیا ہے؟ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ طالبان ہی جہاد افغانستان کا اصل سرمایہ تھے۔

جن کی لاشوں سے گذر کر قائدین اور رہبروں نے اپنی لیڈری منوائی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ جہاد کی اصلی قوت نمایاں ہو اور جہاد افغانستان کے ثمرات ان غرباء اور فقراء کے واسطہ سے تکمیل کو پہنچیں۔ طالبان کی تحریک نے مختصر مدت میں یہ کر کے دکھایا

Scanned with CamScanner

تعالیٰ کے دین کا کام وسائل کا محتاج نہیں۔ بلکہ جب اخلاص وللہیت کا جذبہ
ن ہو تو تہی دست بھی ہو کر اللہ تعالیٰ فتح وکامرانی سے نوازتے ہیں دنیا دیکھ رہی
کہ طالبان افغانستان میں محیرالعقول پیش قدمی کر رہے ہیں حکومت اور دوسری
وں کے پاس وسائل کی فراوانی کے باوجود طالبان کے علاقوں میں وسعت ہو رہی

ک طالبان کی خوبیاں

یکہ اور دیگر دشمنان اسلام کی یہی خواہش نہیں بلکہ کوشش ہے کہ افغانستان میں جو
ہو لیکن اسلامی حکومت نہ بنے۔ دشمن کو یہ احساس ہے کہ افغانستان میں اسلامی
ت کے قیام سے وسط ایشیا کی آزاد ریاستوں ایران، پاکستان اور دوسرے اسلامی
ک کے مابین نئے خطوط پر پوری دنیا کے مسلمان اکٹھے ہوں۔ اور اگر
مانوں کو یکجا کرنے کا موقعہ دیا جائے تو اس سے امریکہ نیست ونابود ہو کر رہے گا
لئے امریکہ نے افغانستان کو فارسی اور پشتون کے نام پر لڑانے کی پوری کوشش کی
اس سے زیادہ اور کیا ظلم ہوگا۔ کہ امریکہ دنیا میں جمہوریت کا چیمپئن بنا ہوا ہے۔
افغانستان میں شہنشاہیت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے ظاہر شاہ کو لانے کی زبردست
شش کی جس میں بری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسی حالت میں افغانستان کی
رت کی آواز کسی تنظیم اور حزب کے دائرہ اختیار میں نہیں تھی۔ اور نہ بار بار آئے
ے اقتدار کے بھوکوں پر کوئی اعتماد کرتا افغانستان کی جتنی جماعتیں ہیں ان کا وجود
اص تک محدود ہے۔ اگر اشخاص نہ ہوں۔ تو جماعت کا وجود ممکن نہیں۔ ایسی حالت
ں ایسی جماعت کا وجود ناگزیر تھا۔ جس میں کم از کم دو خوبیاں ہوں

) اس کی جڑیں عوام میں پھیلی ہوئی ہوں۔ جو کسی علاقائی یا قومی مفاد کی جگہ پورے
انستان کی فلاح وبہبود کے لئے سوچے۔ ایسی قیادت کی ضرورت تھی جو پورے
انستان کو اپنا گھر سمجھ کر اس کو آباد کرے۔ یہ تب ممکن تھا کہ اس جماعت میں
رے افغانستان کی نمائندگی ہو۔

) دوسری خوبی یہ ہونی چاہئے کہ نئی تشکیل پانے والی جماعت شخصیت پرستی کی جگہ

Scanned with CamScanner

کسی نظریہ کی اساس پر قائم ہو جس کا وجود کسی شخص پر موقوف نہ ہو۔
طالبان تحریک میں کچھ حد تک یہ دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں
بالفاظ دیگر یہ ایسی قوت کا نام ہے جو افغانستان کے قریہ قریہ میں موجود ہے طالبان ہی اس تحریک کا روح رواں ہیں اور افغانستان کے ہر گاؤں اور ہر دیہات میں طالبان موجود ہیں افغانستان میں مجموعی طور پر کالج اور یونیورسٹی کے طلباء کی نسبت سے مدارس عربیہ کے طالبان کئی گنا زیادہ ہیں۔ اس لئے یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ طالبان افغانستان کی وہ قوت ہے جس کی جڑیں عوام میں پھیلی ہوئی ہیں۔

ہم جہاں گئے تو ہمیں طالبان کا جم غفیر ہر گاؤں میں مل جاتا یہی وجہ ہے کہ طالبان کی تحریک کی ابتداء میں ان کی ترقی کو دیکھ کر پوری دنیا حیران تھی اس لئے ہر کسی نے اپنے زاویہ خیال کے آئینہ میں اس کا مطالعہ کیا کسی کو یہ فرانس کی قوت نظر آئی کسی کو امریکہ اور اقوام متحدہ کا آلہ کار دکھائے گئے۔ اور کسی نے پاکستان کے ایک ریٹائرڈ جرنیل کے نام سے جڑنے کی ناکام کوشش کی حالانکہ یہ محض خود ساختہ تجزیہ تھا۔ جو طالبان کا مطالعہ بہت دور سے کر رہے تھے۔

طالبان کی کامیابی کا اولین سبب ان کا رب کائنات کی ذات پر وہ مکمل بھروسہ اور اعتماد ہے جس سے مسلح ہو کر یہ میدان میں نکلے۔ اور ظاہری طور پر ہر جگہ ان کے نمائندے اور کارکنان کی موجودگی ان کی کامیابی کا سبب بنا۔ ملک کے کونے کونے میں ان کے عدل وانصاف کا ڈنکا بجا طالبان جہاں بھی گئے۔ تو عوام نے اپنے اپنے علاقہ کے طالبان کی قیادت میں ان کا استقبال کیا ہم نے پورے سفر میں کہیں بھی یہ محسوس نہیں کیا کہ طالبان پر علاقائی رنگ غالب ہو یا عصبیت کے پرچار کر رہے ہوں۔ بلکہ ایک ہی محاذ پر پشتون اور فارسی طالب اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہوئے نظر آئے لوگر، گردیز، اور میدان شہر میں اکثر طالبان احمد شاہ مسعود اور استاد ربانی کے علاقے اور قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ایسا ہی طالبان کی تحریک چونکہ ظلم وستم کا رد عمل تھا اس لئے ایک مستقل نظریہ کو ہاتھ میں لیتے ہوئے طالبان نکلے کسی کے ہاں شخصیت پرستی نہیں دیکھی گئی۔
مولانا محمد عمر صاحب جو اس تحریک کے بانی بتائے جاتے ہیں ایک دفعہ کسی نے اس سے طالبان کے امیر کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے اپنی طرف نسبت کرنے کے بجائے

خاموشی اختیار کی۔ طالبان کی یہی کوشش ہے کہ شخصیت پرستی کا یہ بت پاش پاش کر دیا جائے کیونکہ افغانستان کی تباہی میں زیادہ دخل شخصیت پرستی کا رہا۔ چنانچہ کسی شخص کو اپنے علاقہ میں نہ کوئی اہم ذمہ داری سونپی جاتی ہے اور نہ علاقہ کا گورنر مقرر کیا جاتا ہے ہم نے دیکھا لوگر کے گورنر مولانا محمد کبیر صاحب جو دارالعلوم (حقانیہ) کے فاضل ہیں۔ اس صوبہ کے نہیں تھے بلکہ دوسری ولایت کے تھے۔ ایسا ہی غزنی کے گورنر ملا شفیق اخون زابل کے تھے۔ پھر طالبان کے ہاں یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی کو ایک دفعہ گورنری مل جائے۔ وہ ہمیشہ کے لئے گورنر رہے گا۔ بلکہ ایک دن علاقہ کا گورنر ہوتا ہے دوسرے دن وہ ایک عام شخص کی طرح خدمت کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

طالبان کے زیر اثر علاقوں میں امن کی حالت

ہمارا وفد جو دارالعلوم حقانیہ سے امیروفد حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب دیروی کے علاوہ مولانا حافظ شوکت علی صاحب مولانا احمد شاہ صاحب راقم الحروف دارالعلوم کا ہی سے حضرت مولانا امان اللہ صاحب مفتی عزت اللہ صاحب مولانا صفت اللہ صاحب اور مدرسہ عربیہ زرگری سے مولانا دین اظہر دارالعلوم عربیہ ٹل سے مفتی سردار صاحب مولانا محمد رحمان اور مدرسہ مفتاح العلوم ہنگو سے مولانا ضیاء الاسلام صاحب اور مولانا مقصود گل صاحب پر مشتمل تھا۔ 5 صفر 1416ء سے 10 صفر تک افغانستان کے ان علاقوں میں رہا جن میں طالبان کی حکومت ہے جہاں تک ہمارا مشاہدہ رہا تو طالبان ان علاقوں میں امن و امان کے قیام میں کافی حد تک کامیاب ہیں ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ طالبان نے جو نظم وضبط قائم کیا ہے یہ پاکستان کے کئی علاقوں کی نسبت سے پائیدار اور مستحکم ہے وہ علاقے جہاں پر دن کے تین بجے سفر کرنا دشوار تھا۔ آج رات کے تین بجے سفر کرنے میں کوئی مسافر خطرہ محسوس نہیں کر رہا ہے لوگر کو جاتے ہوئے صحرا میں ایک ٹرک والے کو روک کر میں نے پوچھا کہ تم لوگ اس علاقہ میں امن کے بارے میں کیا سمجھتے ہو۔ کیا طالبان کے آنے کے بعد تم کچھ بہتری محسوس کرتے ہو۔ یا نہیں؟ اس نے بتایا کہ امن کی یہ حالت ہے طالبان کے آنے سے قبل ہم لوگر سے دن کے

Scanned with CamScanner

تین بجے کے بعد نکلنے کی جرات، نہیں کر سکتے تھے اور ابھی میں رات کے وقت سفر کرنے میں کوئی وقت محسوس نہیں کرتا ہوں۔

افغانستان جیسے علاقے میں امن وامان کے قیام کا بنیادی سبب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے جو عوام کے اذھان میں طالبان کا ایسا رعب ڈالا گیا ہے کہ دو طالبان کلاشنکوف لیکر پورے علاقے کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ ظاہری طور پر عوام سے ثقیل اسلحہ جمع کرنے کا امن وامان کے قیام میں بڑا دخل ہے افغانستان کے ہر گھر میں اسلحہ کا ڈھیر لگا ہوا تھا تو منددان اسلحہ کے زور پر سبب کچھ اپنے کے لئے جائز سمجھتا تھا طالبان جس علاقے میں گئے انہوں نے سب سے پہلے لوگوں سے اسلحہ جمع گیا اگرچہ تمام اسلحہ طالبان کے پاس جمع نہ ہوسکا لیکن پھر بھی اسلحہ زیر زمین چھپا کر کسی کو بھرے بازار میں اسلحہ لیکر چلنے کی جرات نہیں ہوئی پورے سفر میں طالبان کے علاوہ کسی کے پاس ہم نے اسلحہ نہیں دیکھا چونکہ طالبان کو عوامی حمایت حاصل ہے اس لئے ان کو اسلحہ جمع کرنے میں کوئی خاص مشکلات پیش نہیں آئیں اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ ایک طرف کسی کو بدمعاشی کرنے کا موقعہ نہ ملا دوسری طرف چھوٹے موٹے مفسدین پر ہاتھ ڈالنے میں آسانی ہوئی گردیز' غزنی کی جیل میں ہم نے دیکھا کئی مجرم اپنے انجام کے منتظر تھے کسی کو باہمی جھگڑے میں گرفتار کیا ہوا تھا۔ کوئی جوئے اور دوسرے فواحش کے ارتکاب میں محبوس تھے۔ لوگر میں ہمیں بتایا گیا کہ یہاں پر ایک شخص کا قصاص بھی ہوا ہے جس سے پورے علاقہ میں اچھے اثرات پائے جاتے ہیں۔ غزنی کے گورنر ملاشفیق اخون نے ہمیں بتایا کہ میں تو یہاں تین دن سے آیا ہوا ہوں۔ مجھ سے پہلے دور میں حدزنا۔ یہاں پر قائم ہوئی ہے۔ میں نے موصوف سے وضاحت چاہی کہ حد کا قیام کسی چار گواہان کی وجہ سے ہے یا کہیں اقرار پر آپ کو چونکہ پوری معلومات نہیں تھیں۔ اس لئے آپ نے کیا کہ گواہان کی باقاعدہ گواہی سے حد قائم ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ گواہان پر حد زنا کا قیام اسلامی تاریخ میں ملنا مشکل ہے صحابہ کرام کے دور میں زانی اور مزینہ کے اقرار پر رجم ہوا ہے لیکن گواہی کے معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے پوری تاریخ میں آج تک کسی ایک فیصلہ کا ملنا مشکل ہے آپ نے اس کے لئے قاضی القضاۃ کو بلوایا جس نے بتایا کہ یہ گواہاں پر نہیں بلکہ جرم کے ارتکاب کرنے والوں کے اقرار پر

ملہ ہوا ہے۔ اگرچہ قاضی صاحب نے جان چھڑانے کی پوری کوشش کی۔ لیکن میں ں فیصلہ میں اقرار کے جملہ امور کی رعایت رکھنے سے مطمئن نہ ہوا۔ موصوف ہمیں بتانے سے قاصر رہے کہ کیا یہ اقرار کسی دھمکی یا جبر کا نتیجہ تو نہیں تھا۔ کیونکہ اپنے نجام کو دیکھتے ہوئے جرم کا اقرار کرنا۔ خیرالقرون کے دور کی خصوصیت ہے جو خود مجرم ود گواہ اور خود قاضی ہوا کرتے تھے۔ آج کے پرفتن دور میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے بہرحال لوگوں میں اس کے اچھے اثرات دیکھے گئے جس سے جرائم پر کافی حد تک قابو یا جاسکتا ہے۔

فغانستان میں دوسری بڑی مصیبت پھاٹکوں پر غنڈہ ٹیکس کی وصولی تھی جگہ جگہ بدمعاش ھاٹک ڈال کر لوگوں سے رقم وصول کرتے رہے یہ ان کی بدمعاشی چلنے کا واحد ذریعہ تھا چند آدمی کلاشن کوف لیکر پھاٹک پر بیٹھ جاتے۔ جو گاڑی یہاں سے گزرتی اس سے منہ انگی رقم وصول کرتے کسی کو انکار کی جرات نہیں ہوتی اگر کوئی انکار کرتا تو اس سے زیادہ رقم مانگتے یوں پھاٹک پر بیٹھے تو منہدان یا اس کے کارندے کا فرمودہ حرف آخر وتا۔ اس پر اکتفا نہیں۔ بلکہ بعض پھاٹکوں پر عورتوں کی عزتیں لوٹی گئیں۔ "طالبان" نے یہ پھاٹکیں مکمل طور پر ختم کیئے۔ ہم نے جگہ جگہ وہ کھنڈرات دیکھے۔ جہاں پر یہ غنڈہ ٹیکس وصول ہوتا تھا۔ طالبان نے ہمیں بتایا کہ اکثر بدمعاش گرفتار ہوئے ہیں۔ اور یا وہ یہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ بہرحال "طالبان" کی آمد سے ان راستوں پر سفر کرنے والے مسافروں نے اطمینان کا سانس لیا۔ چنانچہ لوگر میں چند مال بردار ٹرک والوں سے جب میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا۔ کہ طالبان کی آمد سے قبل اس راستہ پر چلتے ہوئے ہمیں لاکھوں افغانی سکہ جیب میں رکھنا پڑتا۔ تاکہ پھاٹک والوں کو دیا کریں۔ بلکہ انہوں نے بتایا۔ کہ اب بھی جب ہم ایسے علاقے میں گزرتے ہیں۔ جہاں "طالبان" نہیں ہیں تو ہمیں غنڈہ ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ صرف "طالبان" کے علاقے ہیں۔ جہاں ہمیں مکمل ضمانت حاصل ہے۔ میں نے کئی گاڑی والوں سے پوچھا۔ کہ کیا کسی طالب نے تم سے کہیں رقم طلب کی ہے۔ کسی سے ہمیں اثبات میں جواب نہیں ملا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ "طالبان" کی وجہ سے ایسے بدکردار عناصر کا مکمل صفایا کیا گیا ہے۔ کسی علاقہ کا ایسا مثالی امن حکومت کی کامیابی کا

Scanned with CamScanner

منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ ایسے شواہد ہیں۔ جہاں پر میں "طالبان" کے مبالغہ آمیز بیانات پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے کو ڈھونڈ کر اپنا اطمینان حاصل کیا۔

لوگر میں ایک دکاندار نے بتایا کہ میں نے ہجرت نہیں کی۔ یہاں پر میری بڑی اچھی دکان تھی۔ گزشتہ دور میں بغیر کسی وجہ ظلم و ستم کا بازار گرم کر کے لوگوں نے دن دھاڑے میری دکان لوٹ لی۔ میں دیکھ رہا تھا۔ لوگ میری دکان کی ایک ایک چیز اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ آج الحمداللہ طالبان کی وجہ سے امن و امان قائم ہے۔ ہم اپنے پاس دو لاکھ افغانی نہیں رکھ سکتے تھے۔ جو نہایت قلیل رقم ہے۔ لیکن آج ہم کروڑوں افغانی پاس رکھتے ہوئے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے ہیں۔

ایک زمیندار نے ہمیں بتایا۔ کہ زمین سے اگر سبزی بازار لاتا۔ تو یہ یقین نہیں ہوتا تھا۔ مجھے اس کی رقم ملیگی۔ پہلے تو لوگ سبزی مفت میں اٹھا کر لے جاتے۔ اور اگر کسی کو منع کرتا تو اپنے انجام دیکھنے کے لئے تیار ہونا پڑتا۔ جس سبزی کی رقم مل جاتی۔ اس کا گھر تک پہنچنا قسمت کا فیصلہ ہوتا۔ جس میں شاید کوئی کامیاب رہتا۔ اور الحمداللہ طالبان کی حکومت میں ہم کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے۔ آپ نے بتایا کہ طالبان کے لئے ہم اپنے سر کی قربانی سعادت سمجھتے ہیں۔

طالبان کے ذرائع آمدنی:۔ "طالبان" کے مخالفین ناقابل یقین فتوحات کو دیکھتے ہوئے عموماً" یہ زہریلا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ جس سے بدظنی کے لئے کافی مواد میسر ہوتے ہیں۔ آخر کار حکومت چلانے کے لئے اخراجات ضروری ہیں۔ "طالبان" کے بیرونی ممالک کے ساتھ کوئی مضبوط روابط نہیں۔ کوئی خارجی پالیسی نہیں۔ ان کی ضروریات کہاں سے پوری ہوتی ہیں۔ اس پورے سفر میں ہمیں طالبان کی غربت' افلاس اور بے وسائل و ذرائع ہونے کا کافی احساس ہوا۔

جہاں تک ان کے اسلحہ کا مسئلہ ہے۔ یہ کسی سے مخفی نہیں۔ کہ روس جیسے بدقسمت ملک نے افغانستان میں اسلحہ کے اتنے ڈھیر لگائے ہیں۔ جو سالہا سال تک ایک دوسرے کے مارنے کے لئے کافی ہیں۔ خوست' لوگر' گرویز اور غزنی میں ہم نے اسلحہ کے اتنے ضخیم ڈپو دیکھے۔ جبکہ مہاجرین جو اسلحہ پاکستان سے ساتھ لیکر گئے ہیں۔ وہ اس کے علاوہ

Scanned with CamScanner

"طالبان" یہی اسلحہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے کسی غیر ملکی اسلحہ کی ان کو
نہیں پڑتی۔ پچھلے دنوں میں طالبان نے ہرات پر قبضہ کیا۔ ظاہر ہے کہ "شین
نڈ" کے ہوائی جہاز اور ہرات کے جنرل اسماعیل خان کا اسلحہ ان کو ملا ہوگا۔ وہاں اتنا
تھا۔ کہ تین سال قبل ایک جشن میں ہم نے شرکت کی۔ تو تین گھنٹے تک اسکی
ہوتی رہی۔ اس طرح جہاں پر بھی طالبان نے قبضہ کیا۔ تو ان کو اسلحہ کے بڑے
انبار ملے۔ پھر اسلحہ چلانا بھی ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں۔ ٹینک خود چلاتے ہیں۔
اسلحہ مارٹر، دو شکہ اور راکٹ لانچر خود استعمال کرتے ہیں۔ ٹینک چلانے والے
طالب سے میں نے پوچھا۔ تم نے ٹینک چلانا کتنی مدت میں سیکھا۔ اس نے جواب
کہ ایک مہینہ میں میں ٹینک چلانا سیکھا ہے۔ صرف ہوائی جہاز ہے۔ جو طالبان کی
رس سے باہر ہے۔ اس کے علاوہ فن حرب کے جملہ امور سے طالبان واقف ہیں۔
یوں نہ ہوگا؟ آخر یہ تو وہی گوریلا فوج ہے۔ جس نے روس کے مقابلہ میں چودہ سال
جنگ لڑی۔

انے پینے کے لئے کسی میس یا کنٹین کی ضرورت نہیں ہے۔ طالبان جہاں کہیں قیام
کھتے ہیں۔ اس کے قرب و جوار میں رہنے والے ان کے کھانے کا بندوبست کرتے
۔ "طالبان" کی اصطلاح میں "چڑ" ان کے کھانے پینے کا واحد سہارا ہے۔ ہر محلہ
لے روٹی اکٹھا کرکے رکھ دیتے ہیں۔ طالبان کی گاڑی آکر یہ اکٹھا کیا ہوا کھانا اٹھا کر
جاتی ہے۔ اور پھر حسب ضرورت طالبان کی چوکیوں میں یہ کھانا تقسیم ہوتا ہے۔

اور گاڑی کے اڈوں سے گاڑیاں نکلتے وقت کچھ معمولی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جو
کاری خزانہ میں جمع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری دکانوں کی آمدنی اور مخیر حضرات
پرخلوص عطیات فی الحال حکومت کی آمدنی کے بڑے ذرائع ہیں۔ ابھی طالبان
قل منصوبہ بندی کے تحت زکوۃ و عشر کے نظام نافذ کرنے کے لئے مشورے کر رہے
۔ اگر یہ نظام قائم ہو۔ شاید اس سے آمدنی کے ذرائع میں کچھ معقول اضافہ ہو۔
م آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کاموں کا نام نہیں سنا جاتا کہیں فوج کی تنخواہ
اور یا اس طرح دوسرے محکموں کی فعالیت نظر نہیں آتی۔ غیر ملکی تنظیمیں جو
اب کے بعد افغانستان کی تعمیری کام میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ مفسدین کے ظلم و ستم
بقیہ ۳۴۸

یورپ اسلام کی نئی سرحد بن رہا ہے

ایسٹ لندن کی دو سو سال پرانی سڑک کے برک لین کے کونے میں ایک چھوٹا سا چرچ ہے 1743ء کے تعمیر شدہ اس چرچ کی طویل تاریخ ہے۔ یہ جگہ فرانس کے پروٹسٹنٹ عیسائیوں اور عیسائیت کے میتھوڈسٹ فرقہ کی عبادت گاہ رہ چکی ہے۔ ایک صدی قبل یہ یہودیوں کی عبادت گاہ یا سینا گاگ بھی تھا اور آج یہ چرچ مسجد میں تبدیل ہو چکا ہے عمارت کے باہر ایک بڑا بورڈ نصب ہے جس پر ”نظام خلافت“ کی بحالی کا نعرہ درج ہے۔

فرانس کی پرانی بندرگاہ مارسیلز سے لے کر اس کے مختلف اضلاع مثلاً پوئیتیر اور تو روز تک مسلمانوں کے اجتماعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ پیرس کے اسلامی مرکز سے پانچ وقت آذان کی آواز بلند ہوتی ہے۔ پوئیتیر وہ جگہ ہے جہاں ساڑھے بارہ سو سال قبل فرانس کے کمانڈر چارلس مارٹیل نے عربوں کے ایک حملہ آور دستہ کو پیش قدمی سے روک دیا تھا تاکہ فرانس میں اسلامی اثر قائم نہ ہو سکے۔ کولون (جرمنی) میں نو تعمیر شدہ جدید مسجد وہاں مسلمانوں کی موجودگی کا احساس دلاتی ہے میڈرڈ (اسپین) میں جگہ جگہ مساجد کے مینار یہ یاد دلاتے ہیں ایک وقت اسلام کا مسکن یہ ملک احیاء اسلام کی طرف لوٹ رہا ہے اٹلی کے شہر روم کے نواح میں تعمیر ہونے والی یورپ کی سب سے بڑی مسجد یہ پتہ دیتی ہے کہ ”یورپ اسلام کی نئی سرحد بن رہا ہے“۔

مغربی ممالک میں ان دنوں 10 اور 13 ملین کے درمیان مسلمان آباد ہیں جن کی موجودگی دائیں بازو کے سیاستدانوں کو بری طرح کھٹک رہی ہے اس کی صدائے باز گشت فرانس کے حالیہ انتخابات کے دوران بھی سنی گئی جب صدارتی امیدوار (موجودہ صدر) ژیک شیراک نے غیر قانونی تارکین وطن کی روک تھام اور اسکولوں میں مسلمان بچیوں کے اسکارف پہننے کے خلاف دائیں بازو کی انتہا پسند اور غیر ملکیوں کی مخالف جماعت نیشنل فرنٹ کے ووٹ کاٹنے کے لئے قوانین میں سختی پیدا کرنے پر زور دیا۔

ی بنیاد پر نیشنل فرنٹ فرانس میں روز بروز مقبول ہو رہی ہے۔
اسلام کے بارے میں زیادہ امیج مشرق وسطی میں اس سیاست سے لیا گیا ہے
کے پس منظر میں بندوق کار فرما رہی ہے۔ یورپی ممالک اسے دہشت گردی پر مبنی
قرار دیتے ہیں نارتھ افریقہ اور برصغیر پاک و ہند میں اسلامی انتہا پسندی کے
ں اسلام کے بارے میں مغربی ممالک میں یہ خوف پھیلایا جارہا ہے کہ اسلامی انتہا
ی یورپ کو بھی اپنی گرفت میں لے لے گی اس خوف کو نیٹو کے سیکرٹری جنرل ولی
ں اور برطانیہ کی خفیہ ایجنسی ایم آئی ایس کی سربراہ اسٹیلا ریمنگٹن کا کہنا ہے
یکل اسلام" مستقبل کا "جیو پولی ٹیکل" خطرہ ہے چنانچہ جوں جوں مسلمانوں کی
اد بڑھ رہی ہے اور یورپ کی معیشت ڈانواں ڈول ہو رہی ہے مسلمان اسکن ہیڈز
دائیں بازو کے فاشسٹ عناصر کی طرف سے نسلی حملوں کا بقول نشانہ بنتے جارہے ہیں
دائیں بازو کے سیاستدانوں کی تارکین وطن مخالف تقاریر اور بیانات اس پر جلتی کا
م دے رہے ہیں۔

عین اسی وقت اسلام روز مرہ کی یورپی طرز پر کئی طرح اثر انداز ہو رہا ہے۔ جو
کچرے لے کر لباس اور فیشن تک پھیلا ہے مساجد کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔
لامی اسکول کھل رہے ہیں حلال گوشت کی دکانیں، بیکریاں اور فیشن کی دوکانیں ہر
ے یورپی شہر میں کھل رہی ہیں مغربی ممالک تسلیم کریں یا نہیں اسلام یورپی زندگی
ں ایک حقیقت بن چکا ہے بنیادی طور پر رومن کیتھولک ممالک بیلجیم، فرانس، اٹلی
ر اسپین میں مسلمان پروٹسٹنٹ اور یہودی دونوں سے زیاد ہیں فرانس میں مسلمانوں
ی تعداد 22 لاکھ جرمنی میں 23 لاکھ اور برطانیہ میں 22 اور 25 لاکھ کے درمیان مسلمان
ں مجموعی طور پر مغربی یورپ میں مسلمانوں کی تعداد 80 لاکھ اور ایک کروڑ کے
میان ہے یہ تعداد ہر روز بڑھ رہی ہے یورپی ممالک میں بوڑھے لوگوں کی آبادی بڑھ
ہی ہے۔ شرح پیدائش کم ہے چنانچہ یہ ممالک سستی لیبر اور سوشل ویلفیئر سسٹم کے
ئے امداد کی غرض سے تارکین وطن پر انحصار کر رہے ہیں اوران ممالک کے لئے
دیک ترین لیبر مسلمان ملکوں سے ہی آسکتی ہے ان میں نارتھ افریقہ، مڈل ایسٹ اور
کی شامل ہیں۔ فرانس کا خیال ہے کہ ان کے ہاں عرب مسلمانوں کی آبادی آئندہ

Scanned with CamScanner

لاکھ کے درمیان ہو جائے گی۔ 60 اور 80 پندرہ برس میں

یورپ کے مسلمان ابھی تک متحد ہیں ان کا تعلق مختلف علاقوں، نسلوں اور اسلام کے فرقوں سے ہے بعض اسلامی تعلیمات پر پوری طرح عمل کرتے ہیں جب کہ اکثر لاتعلق ہیں لیکن ان کے خلاف تعصبات اور ان کے ارگرد ماحول میں اسلام کے بارے میں کم علمی انہیں متحد رکھ رہی ہے۔

مسلمان ملکوں اور تحریکوں کے خلاف مغربی ممالک کا رویہ انہیں اور بھی قریب لا رہا ہے۔ ان دنوں مسلمان جونہی یورپ میں داخل ہوتا ہے اسے مسلمانوں کے خلاف تناؤ کا خود بخود احساس ہوجاتا ہے ہر رنگدار شخص کی وہاں موجودگی کو اس شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ شاید وہ غیر قانونی طور پر ملک میں داخل ہوا ہوگا دکان کے اندر داخل ہوں تو راستہ روکنے کی کوشش کی جاتی ہے سفید فام نوجوان اجنبی رنگدار لوگوں کا سڑکوں پر تعاقب کرتے ہیں بڑے شہروں میں بے روزگار مسلمان نوجوان بے روزگاری اور نسلی تعصب سے تنگ آکر بغاوت پر اتر رہے ہیں اس کا مظاہرہ گزشتہ سال فرانس میں دیکھنے میں آیا اس سال بیلجئیم اس نہج پر چل رہا ہے جہاں پولیس اور مسلمان نوجوانوں کے درمیان سخت کشیدگی ہے اور یہ آتش فشاں کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے مغرب اور احیاء اسلام کی موجودہ تحریک کے درمیان تناؤ اس لئے بھی بڑھ رہا ہے کہ مسلمان نوجوان مغرب کی طرف سے اپنے آباؤ اجداد ک بارے میں مخاصمت کو نہیں بھولے یہ مخاصمت صلیبی جنگوں کے دور سے چلی آرہی ہے۔

یہ تو ایک سوچ ہے لیکن مغرب کا موجودہ رویہ یا مسلمانوں کی مخالفت اسلام کے باعث کم اور امیگریشن کے باعث زیادہ لیکن جو چیز مغربی ملکوں میں زیادہ تشویش کا باعث ہے وہ یہ کہ تارکین وطن مغربی تہذیب میں سمو سکتے ہیں لیکن اسلام کا اس میں جذب ہونا ناممکن ہے یورپی ممالک کی طرف سے مزاحمت دراصل مسلمانوں میں جنگجویانہ رجحان کو فروغ دے رہی ہے۔ مثلاً" یہ کہ جب جرمنی میں 1990ء کے اوائل میں امیگریشن پالیسی پر بحث شروع ہوئی تو فائر، بم آتشزدگی اور حملوں کا نشانہ سیاسی پناہ گزین اور تارکیں وطن بنے بالاخر ترک نوجوانوں نے جب مزاحمت کی تو کروڑوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ بہرحال ان دنوں یورپی ممالک میں اسلام فروغ پا رہا ہے اور روحانیت

Scanned with CamScanner

طور پر عیسائیت روبہ زوال ہے۔ ان حالات میں جب عیسائیت تنزل کی طرف جاری ہے کمیونزم کا خاتمہ ہوگیا ہے نیوفاشزم غصہ نکالنے کی قرون وسطی کی پالیسی ہے مغربی ممالک دشمنوں کی تلاش میں ہیں اور روس کے خاتمہ کے بعد وہاں کی سرد جنگ کی جگہ اب اسلام کے خلاف نفسیاتی جنگ لینے والی ہے۔

1991ء کی مردم شماری کے مطابق اقلیتی طبقہ میں بے روزگاری کی شرح سفید فام لوگوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے پاکستانیوں میں یہ شرح 28.8 فیصد، بنگلہ دیشیوں میں 31.8 فیصد اور سفید فارم میں 8.8 فیصد ہے یہ بے روزگاری پاکستانیوں اور بنگالیوں کی پرانی اور نئی نسل دونوں میں ہے اس بے روزگاری کا سب سے بڑا باعث روز گار کے شعبہ میں امتیاز ہے۔ مسلمان عام طور پر جسمانی کام کرتے ہیں ان میں 11 فیصد پروفیشنل ہیں۔ پاکستانی اور بنگلہ دیش میں مسلمانوں میں سفید فام لوگوں کی نسبت سیلف ایمپلا ئمنٹ زیادہ ہے یہ تعداد 19 فیصد اور 24 فیصد ہے۔ 72.7 فیصد سیلف ایمپلائیڈ پاکستانی اور 44.5 فیصد بنگالی دوسرے لوگوں کو ملازمت فراہم کرتے ہیں چونکہ مسلمانوں کی اکثریت ایسے ایریا میں رہتی ہے جہاں وہ بے روزگاری کے علاوہ خراب ہاؤسنگ کے مسائل کا بھی شکار ہیں حالیہ برسوں جہاں مسلمانوں کے مسائل میں اضافہ ہوا ہے وہاں بوسنیا، کشمیر اور دوسرے ملکوں میں ہونے والے مظالم اور مغربی رویہ کے باعث انہوں نے اپنی شناخت کے طور پر اسلام کا سہارا لینا شروع کر دیا ہے یہ احیائے اسلام دائیں بازو کی نظروں میں کھٹکتی ہے برطانیہ کی سیاسی پناہ کی پالیسی کے باعث مختلف ملکوں میں اسلامی تحریکوں کے رہنما بھی بڑی تعداد میں برطانیہ آئے ہیں کئی لوگ اور گروپ، جنہیں "بنیاد پرست" ٹھہرایا جاتا ہے فرانس سے لندن منتقل ہوگئے ہیں جب کہ خلافت نظام کی داعی تنظیم "حزب التحریر" کا زور اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بڑھ رہا ہے جسے اسٹبلشمنٹ خطرہ کی نظر سے دیکھ رہی ہے اور ان پر نگاہ رکھے ہے۔

یورپ کے مختلف ممالک مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے اپنے اپنے انداز میں نمٹ رہے ہیں برطانیہ کے 75 فیصد مسلمان برطانوی شہری ہیں یہاں کے "نیشنل" نسیں چنانچہ انہیں انفرادی طور پر معاشرہ میں مدغم کرنے کی بجائے ان کے ساتھ کیونٹی مثلاً "سیاہ فام" یا "پاکستانی اور بھارتی" کے طور پر برتاؤ کیا جارہا ہے۔ حکومت انہیں

ایک گروپ کے طور پر مقامی معاشرہ میں مدغم کرنا چاہتی ہے وہ انہیں برصغیر کی سیاست کے بجائے مقامی سیاست میں حصہ لینے کی ترغیب دیتی ہے لیکن مسلمانوں نے اپنی تعداد کے پیش نظر اس سیاسی عمل سے بہت کم فائدہ اٹھایا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا ایک بھی ممبر پارلیمینٹ نہیں بن سکا اور نہ ہی ان کی کوئی ایک تنظیم ہے جسے تمام مسلمانوں کا نمائندہ کہا جاسکے چونکہ مسلمانوں کے درمیان ایک مشترک عقیدہ ہے لیکن مشترک ثقافت نہیں اس لئے وہ اب بھی اسی طرح رہتے ہیں جیسے برسوں قبل گاؤں میں رہا کرتے تھے۔ مسلمانوں اور یورپ کے درمیان تنازعات طرے کرنے کے لئے حدود مقرر کی جارہی ہیں۔ دو مختلف تہذیبیں جو ایک ہزار سال سے ایک دوسرے سے دشمنی کرتی آئی ہیں ایک ہی سرزمین پر رہتی ہیں لیکن جب تک ان دو تہذیبوں کو قریب لانے کے لئے اقدام نہیں کئے جائیں گے۔ منقسم ماضی سے ایک مشترکہ مستقبل کی تعمیر مشکل ہوگی اور آئندہ آنے والے برسوں میں یورپ شورش اور ہنگاموں کا شکار رہے گا۔ (بشکریہ نوائے وقت)

بقیہ صفحہ ۲۱ -

ہیں۔ جو اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ ملک میں معاشی خوش خالی اس وقت آئے گی جب ہم ھل من مزید کی صداؤں کی بجائے قناعت کی دولت اپنالیں۔ اسلام کا پورا اقتصادی نظام اس ایک لفظ قناعت میں موجود ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۹

کی وجہ سے دوبارہ جانے کے لئے تیار نہیں۔ اگر "طالبان" کی حالت میں تبدیلی نہ آئی۔ اور اقتدار کے نشہ کے شکار نہ ہوئے۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب افغانستان میں ترقی کا دور نظر آئے۔ افغانستان تخریبی میدان سے نکلکر ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ غیر ملکی امداد سے آبادی کا ایک نیا دور شروع ہو۔ لیکن اس کے لئے کچھ وقت اور حوصلہ درکار ہے۔ (جاری ہے)

Scanned with CamScanner

آہ! مولانا محمد اشرف صاحب

بزم رفتگاں
مولانا سمیع الحق

...یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے سابق چیئرمین مولانا محمد اشرف سلیمانی ۱۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ...تہکال میں خالق حقیقی سے جا ملے اسی دن اسلامیہ کالج پشاور کے وسیع گراؤنڈ میں ...شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب جان بنوری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یونیورسٹی کے ...قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون

مولانا محمد اشرف ایک نابغہ روزگار شخصیت، صاحب نسبت دار شلو بزرگ، بلند ...پایہ کے داعی، صاحب بصیرت، سیاسی کارکن، ماہر تعلیم، اردو کے زبردست ادیب، عربی، انگریزی، اور فارسی کے ماہر، شیریں بیان مقرر اور گوناگوں اور ہمہ گیر صفات کی حامل شخصیت تھے۔

مولانا محمد اشرف 1925ء میں پشاور کے ایک دیندار تاجر محمد اکبر خان کے گھر میں پیدا ہوئے جو اپنی وسیع تجارت کے باوجود ایک متشرع، پابند صوم و صلوٰۃ، علماء و صلحاء کے ساتھ قریبی ربط رکھنے والے صاحب تقویٰ بزرگ تھے فارسی اور اردو کا ذوق رکھتے تھے والدہ محترمہ ایک پڑھی لکھی اور دیندار خاتون تھیں مولانا محمد اشرف نے قرآن کریم اپنی والدہ محترمہ اور ابتدائی فارسی ولد محترم سے پڑھی گھر میں علمی و ادبی فضا پائی جس کی وجہ سے چھوٹی عمر میں انہوں نے اردو ادب کا اچھا خاصہ مطالعہ کر لیا۔

1941ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا، ایف اے اور بی اے پرائیویٹ امتحان دیکر پاس کئے ادیب فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات دیئے اور ساتھ ساتھ مولانا نورالاعظم باجوڑی سے مشکوۃ شریف اور صحاح ستہ پڑھیں صحیح بخاری پر مولانا احمد علی سہارنپوری کا حاشیہ استاد سے "سبقا" "سبقا" پڑھا احادیث کی امہات الکتب کی اہم شروح کا گہرا مطالعہ کیا۔ حدیث کے ساتھ ان کے گہرے شغف، محبت و تعلق کی بناء پر محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نے انہیں حدیث کی سندو اجازت مرحمت فرمائی تھی

عربی ادب انہوں نے ڈاکٹر محسن الحسینی المصری سابق صدر شعبہ عربی پشاور

Scanned with CamScanner

یونیورسٹی سے پڑھا ڈاکٹر صاحب سے انہوں نے قدیم و جدید عربی ادب کی کتب پڑھیں اور ان کی نگرانی میں عربی ادب کا گہرا مطالعہ کیا اور اس میں ایسی مہارت حاصل کر لی کہ بعد میں اسی یونیورسٹی میں اپنے استاد کے مسند پر فائز ہو کر دینی و علمی خدمات انجام دیں

مولانا محمد اشرف نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز 1954ء میں بطور لیکچرر کیا اپنی خدا داد صلاحیتوں کی وجہ سے بعد میں اسلامیہ کالج کے شعبہ عربی کے صدر پھر پروفیسر اور بالاخر پشاور یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے چیئرمین مقرر ہوئے اور 1985ء میں اسی عہدے پر ریٹائر ہو گئے۔

علامہ سید سلیمان ندوی کی سیرۃ النبی ﷺ پڑھ کر وہ علامہ سے متاثر ہوئے اور ان کے معتقد بن گئے خود تحریر فرماتے ہیں اور اسی مطالعہ سیرت کے سلسلے میں جب سیرۃ النبی ﷺ کی جلد چہارم کی صفات الٰہیہ کی بحث پر پہنچا تو قلب و دماغ شدت تاثیر سے دگرگوں تھے اور اسی کا اثر تھا کہ آخرش سیرت نگار نبوی، جانشین شبلی 'اپنے شیخ قیم و مربی اول' حضرت سید الملت علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ کو غائبانہ دل دے بیٹھا" سید سلیمان ندوی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ و مجاز بیعت تھے مولانا محمد اشرف کا 1943 میں ان سے بذریعہ خط و کتابت اصلاح کا تعلق قائم ہوا 1950ء میں حضرت سید صاحب سے بالمشافہ ملاقات ہوئی اور انہوں نے حضرت تھانوی کی کتب کا مطالعہ کرنے کی تلقین فرمائی مولانا نے سید صاحب کی بات گرہ میں باندھ لی خود تحریر فرماتے ہیں۔ پھر کیا تھا حضرت تھانوی قدس سرہ' کے مواعظ و ملفوظات' رسائل و کتابیں فقیر کے روز و شب کا مشغلہ بن گئیں علامہ ندوی کے وصال کے بعد 1961ء میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے جو حضرت گنگوھی کے خلیفہ حضرت شاہ یٰسین صاحب نگینوی کے خلفا میں سے تھے تعلق قائم ہوا ان سے اجازت و خلافت ملی ان کے بعد حکیم الامت حضرت تھانوی کے خلیفہ اجل مولانا شاہ فقیر محمد صاحب کی طرف سے خلافت و اجازت ملی اور انہوں نے بیعت کی تلقین فرمائی

حضرت مولانا محمد اشرف نے اگرچہ کوئی نسبی اولاد نہیں چھوڑی لیکن ان کے متعلقین، معتقدین اور مسترشدین کی تعداد ہزاروں ہے خلفاء کی تعداد پچیس ہے جو

ملک اور ممالک عربیہ میں ارشاد و تزکیہ نفوس کا عظیم فرض انجام دے رہے
ون مولانا محمد اشرف صرف ایک گوشہ نشین بزرگ نہیں تھے بلکہ ایک داعی، عالم اور
سرپرستی کرنے والی شخصیت تھے دعوت و تبلیغ کے میدان میں انہوں نے
کی کردار ادا کیا خاص طور سے پشاور یونیورسٹی میں دعوت و تبلیغ کا کام ان کی مساعی
کی برکت ہے۔

پشاور میں جامع مسجد درویش اور اس سے ملحقہ دینی درسگاہ جامعہ امداد العلوم مولانا
مساعی، حمیت دینی اور جرات رندانہ کی زندہ اور عظیم یادگار ہے یہاں کسی وقت
ہین کلب تھا زمین کا مالک مولانا کے دل میں گھر کرنے والے بیان سے متاثر ہوا
ہین کلب کی ممبر شپ چھوڑی اور زمین مولانا کو دیدی مگر وہاں سے فری میسن
ب ختم کرنا آسان بات نہ تھی مولانا نے یہاں مسجد بنانے کا اعلان کیا۔ اعلیٰ سطح پر
یوں کی طرف سے حکومت پر دباؤ کی بناء پر حکومت کسی صورت میں کلب ختم کرنے
راضی نہ تھی اعلیٰ افسران (جو کلب کے ممبر تھے) مولانا کو سخت سزاؤں کی دھمکیاں
تے رہے مگر مولانا اپنے موقف پر ڈٹ گئے اور ان کی جرات اور سیاسی بصیرت کی بناء
حکومت وقت کو پسپا ہونا پڑا آج وہاں عظیم الشان جامع مسجد اور دینی درس گاہ قائم

مولانا اردو کے صاحب طرز ادیب بھی تھے انہوں نے مدیر الحق کے ایک سوالنامے
جواب میں حدیث ناگفتنی کے عنوان سے 46 صفحات لکھے ہیں یہ مختصر تحریر بیسوں
ب اور ان کے مصنفین کا نہایت جامع تعارف اور قاری کے لئے مطالعہ کی سمت
ن کرنے والا رہنما تو ہے ہی اردو ادب کا بہترین مرقع بھی ہے مولانا اپنی اس تحریر
اردو کے نامور ادیبوں مولانا ابو الکلام آزاد سید سلمان ندوی، مولانا عبدالماجد دریا
ی اور مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی تعریف میں رطب اللسان ہیں لیکن قاری کو
اپنی سحربیانی اور طرز نگارش کا گرویدہ بنا لیتے ہیں سطر سطر اور لفظ لفظ سے ادبیت
تی ہے مولانا اگر اس طرف پوری توجہ دیتے تو ان کی تحریریں یقیناً" اردو ادب کا
ت قیمتی سرمایہ ہوتیں بہرحال جو تصنیفات انہوں نے چھوڑی ہیں وہ بھی غنیمت ہیں
لوک سلیمانی، (تین جلدیں)، نبی الرحمہ، (عربی) رومی کا پیام، الاربعین من
بقیہ ص ۹ سے

Scanned with CamScanner

تعارف و تبصرہ

مولانا حسین احمد

نام کتاب۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات
تالیف۔ مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی
ناشر۔ ادارۃ العلم والتحقیق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد جتنی زیادہ ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔ نہ ہی مسلمانوں کے پاس اس سے پہلے اتنی دولت تھی جتنی آج ہے۔ لیکن اس کثرت تعداد اور مادی وسائل کی فراوانی کے باوجود اقوام عالم میں مسلمانوں کو وہ بلند مقام حاصل نہیں۔ جو طلوع اسلام کے بعد تقریباً" ایک ہزار سال تک حاصل رہا۔ اس پستی اور زبوں حالی کا واحد سبب یہ ہے کہ مسلمانوں میں خدا کی ذات پر وہ غیر متزلزل ایمان قرآنی تعلیمات پر عمل، سنت نبوی کی پیروی، کردار کی عظمت، اخلاقی پختگی، قول اور عمل میں وہ موافقت نہ رہی جو مسلمانوں کی شناخت تھی۔ اور جس میں اللہ تعالیٰ نے تسخیر کائنات کی قوت رکھی ہے۔ مسلمانوں نے ایک زمانے تک قلت تعداد اور محدود وسائل کے باوجود اسی اثاثے اور سرمایہ کی بدولت اقوام عالم میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ اور اسی کی برکت سے ملکوں اور لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔

آج بھی مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام پھر حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر وہ اسی جادۂ حق پر ایک بار پھر گامزن ہو جائیں۔ جس پر چل کر اگلے مسلمانوں نے اقوام عالم پر اپنی عظمت کا سکہ جمایا تھا۔ اور وہی راستہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا واحد ضامن ہے۔

آج سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا جائے۔ اور ہر جگہ ایسی تحریکیں برپا کر دی جائیں۔ کہ اسلام مسلمانوں کی عملی زندگی میں انکے گھروں میں۔ تعلیمی اداروں میں، کاروباری اداروں میں غرض پوری انفرادی و اجتماعی زندگی میں عملاً" جاری و ساری ہو جائے۔ آج مسلمانوں میں صرف اس چیز کا فقدان ہے۔ اور صرف اسی سے انکے خسران عظیم کی تلافی ممکن ہے۔

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی معروف علمی شخصیت اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں انکے وقیع علمی مضامین گاہے بگاہے رسائل و جرائد کی زینت بنکر اہل علم اور عام قارئین کی

Scanned with CamScanner

پاس بجھاتے ہیں۔ امت مسلمہ کی موجودہ زبوں حالی پر اپنے سینے میں درد اور دل
دھن رکھتے ہیں۔ انہوں نے تحریک عمل کے نام سے ایک اصلاحی تنظیم قائم کی

اصلاح عقائد، اصلاح اعمال اور ترک منکرات کی داعی ہے۔
کے باقاعدہ ماہانہ اجلاس ہوتے ہیں۔ رفتار کار کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ہر ہفتے علمی
یں ہوتی ہیں۔ جن میں مختلف موضوعات پر دروس ہوتے ہیں۔
نظر کتاب اسلام کی بنیادی تعلیمات (جزواول) حضرت قاضی صاحب کے ان دروس
مجموعہ ہے جو تحریک کی تعلیمی نشستوں میں دیئے گئے ہیں۔
ب میں نہایت سہل، عام فہم، سادہ اور دلنشین انداز میں، بنیادی عقائد، ارکان اسلام
اہمیت اور ضروری مسائل، اعجاز قرآنی، شان رسالتؐ عظمت صحابہ معاملات و
شرت، شریعت و طریقت اور اسلامی اخلاق نیکیوں کی ترغیب، منکرات پر ترہیب اور
رے کئی موضوعات پر انکے دروس شامل ہیں۔ جو قاری کے دل میں اترتے اور
میں عمل کی تحریک اور جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ خدا کرے یہ جزاول جزء آخر بھی نہ
۔ بلکہ اس کے دوسرے اجزا بھی طبع ہو کر منظر عام پر آئیں۔ تاکہ یہ سلسلہ تعلیمات
مل ہو اور اس طرح کی اصلاحی تحاریک کے لئے نصاب ثابت ہو۔
ارۃ العلم والتحقیق کی دوسری مطبوعات کی طرح اس کتاب کا کاغذ بھی اعلی طباعت
زین اور معیاری ہے۔ قیمت درج نہیں۔

ارات البخاری، پیام رساں امت، تبلیغی نصاب کا فارسی ترجمہ ان کی مطبوعہ یادگاریں
یں۔ انکے علاوہ کئی کتب مسودات کی صورت میں تشنہ طباعت ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا
حوم کے متعلقین کو جلد از جلد ان کی طباعت کی توفیق عطا فرمائے تاکہ خلق کے لئے
ع رساں اور افادہ کا باعث بن سکیں۔

آپ اپنے مقدس دین کیلئے کیا کچھ کرسکتے ہیں؟

جامعہ کے سالانہ اخراجات کئی لاکھ ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ جیسے مخلص مسلمانوں کی توجہات سے پورے ہو سکتے ہیں آپ اس گلشن نبوت کی آبیاری اپنی صوابدید پر مندرجہ ذیل صورتوں میں کر سکتے ہیں۔

کسی ایک طالب علم کے اخراجات کے تکمیل کی کلی یا جزوی ذمہ داری قبول کریں تاکہ آپ کی حلال کمائی سے گلشن نبوت کا ایک پھول اپنی لطافت کی داد پا سکے۔

کسی ایک استاذ ملازم کی تنخواہ یا بجلی اور سوئی گیس کے ماہانہ اخراجات کے بل کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جائیں۔

اپنی زکواۃ صحیح مصرف میں دیانت کے ساتھ خرچ کرنے کے لئے جامعہ کے مطبخ کے اخراجات میں ماہانہ یومیہ مصارف اور یا کسی ایک جنس (آٹا، گھی، گوشت، چینی، دودھ) کی ذمہ داری اٹھائیں۔

جامعہ کے کتب خانہ کے لئے نصابی اور غیر نصابی کتابیں خرید کر دائمی ثواب کمانے کے لئے دربار خداوندی میں مستقل کھاتہ کھول دیں۔

جامعہ کی تعمیراتی منصوبوں میں حصہ لے کر کوئی ایک کمرہ یا درسگاہ بنائیں، یا جزوی طور پر اینٹ سیمنٹ، سریا، جنس کی صورت میں خرید کر تعاون کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔

یا جامعہ کے توسیعی منصوبہ میں دل کھول کر کنال دو کنال زمین خریدنے کے لئے مدد کریں۔

ترسیل زر کا پتہ:۔ مہتمم جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پوسٹ بکس نمبر ۲۰۹ پشاور صدر
اکاؤنٹ نمبر ۹۶-۲۰۴ حبیب بنک پشاور صدر

منجانب:۔ شعبہ مالیات جامعہ عثمانیہ پشاور